علم فیصله در اسلام

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مصنف آیه الله العظمی ڈاکڑ محمد صادقی تهرانی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد الله رب العالمین....

قضاوت یعنی فیصله قرآن اور حدیث کی روشنی میں ایک منصفانه اور عادلانه حکم هے طرفین یا اطراف نزاع کے درمیان یه تمام منصبوں میں عظیم ذمه داریوں کا حامل منصب هے بالخصوص حکومت با سعادت اسلامی اور مسلمانون کا رهبر بھی هر عصر اور زمانه میں منصب کا مالک هوتا هے اگر لوگون میں افقه، اعلم اور پرهیزگار هو کیونکه اس کا فیصله تمام امت مسلمه کے پیش نظر هوتا هے.

جس طرح یه ضروری هے که امت کا امام اور رهبر اسلامی دو پهلووں کے لحاظ سے یعنی فقهی اور اجتهاد تمام امت کی ... سب سے بلند ترین درجه پر فائز هو اسی طرح شرعی قاضی(جج) کو بھی ایسے فیصله کے حدود میں ان دونوں پهلووں کا حامل هونا چاهیے تاکه شرعی حاکمیت، ولایت اور قضاوت یعنی فیصله کو اس درمیان شائستگی کے ساتھ احراز کرسکے.

جس طرح تمام امت کے لئے مقام امامت اور رهبری سرنوشت ساز هے اسی طرح مقام قضاوت (فیصله) بھی اپنی حد میں مسلمانوں کے اموال عزت و آبرو، ناموس اور جانوں کی سرنوشت کا ذمه دار هے. یه خود هی امامت اور رهبری کا دوسرا نسخه هے، اگر کچھ موارد میں فیصله کے امور کو سنبھال نه سکے تو شرعی قضات اس کی نیابت اور معاونت میں کتاب وسنت کی روشنی میں حق و حقیقت کی پاسدار کرنے کے لئے اس سنگین ذمه داری کا ذمه دار هے.

حکومت اور قضاوت دونوں هی ایک معنی هے اور کبھی ایک هی معنی هے ، سوائے اس کے که حکومت زیاده تر پوری امت کی رهبری هے اور قضاوت امت کے افراد کے درمیان هے، اگرچه قضاوت کبھی کبھی اسی وسیع معنی میں حکومت هی کو کهتے هیں. حکم اور حکومت، عوامی نقصان ده بکھراؤ کو جوڑنا هے اور قضاوت بھی اسی پیوند کے معنی میں هے بهر صورت دونوں هی ایک جنس اور ایک اصل ورثه سے هیں.

حکومت اور قضاوت پهلے مرحله اور مرتبه میں پهلا حاکم اور قاضی(الله) سے مخصوص هے اور انبیاء ائمه اور فقها اپنے درجوں، مراتب اور شائستگی کے لحاظ سے امور سے مخصوص اس مقام اور مرتبه میں( الله) کے نمائندے هیں.

الله کا فیصله تکلیف اور جزا دونوں کو شامل هے که « ان ربک یقضی بینهم بحکمه وهو العزیز العلیم» ...وان ربک یقضی یوم القیامه...پهلی آیت میں خدا کا فیصله دونوں جهان کو شامل هے اور بعد کی آیت میں جهان آخرت کو شامل هے بهر صورت تمام جهتوں سے مناسب اور حق فیصله کرنا سارے مرحلوں اور مقامات پر (الله) مخصوص هے که « والله یقضی بالحق والذین یدعون من دونه لا یقضون بشیئ» خدا حق پر مبنی فیصله کرتا هے اور جو لوگ خدا کے علاوه کو پکارتے هیں یا غیر الله کو پکارتے هیں وه کسی صورت حق فیصله نهیں کرتے(مجھ کے برابر بهی اهمیت نهیں رکھتے)

دوسرا قاضی(منصف)رسولخدا(ص)

الله سبحان کی وحی کے مطابق خدا کے رسول دوسرے قاضی هیں اور « کوئی مومن مرد عورت (الله) اور اس کے رسول کے فیصله کے سامنے خودسری اور من مانی کرنے کا حق نهیں رکھتا « وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لا مُؤْمِنَةٍ إِذا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِم»‏

نتیجه یه هو گا که اگر خدا کے رسول کے علاوه کو اپنے امور زندگی میں حاکم اور قاضی بنائیں تو وه هر گز ایمان نهیں رکھتے « فَلا وَ رَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فيما شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا في‏ أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْليما»

پس تمهارے رب کی قسم ایمان نهیں لائیں گے مگر وه لوگ جو تم کو اپنے اختلاف میں قاضی اور حکم قرار دیں اور تمهارے حکم کے بعد جاهلیت کی بنیاد پر فیصلے اور حکام یکسر خطرناک نادان هیں جز خدا کے حکم کے«أَ فَحُكْمَ الْجاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْماً لِقَوْمٍ يُوقِنُون‏»

کیا وه لوگ جاهلیت کا فیصله چاهتے هیں ( اور جهالت کی راه طے کرتے هیں) حاکمیت کے اعتبار سے خدا سے کون بهتر هے اس گروه کےلئے جو یقین رکھتے هے(اور باور کرتا هے)

« إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفاصِلين‏»

حاکمیت اور حکمیت (فیصله) نهیں هے مگر خدا کے لئے، حق کو (باطل سے) جدا کر دیتا هے (اور صرف حق درمیان میں رکھتا هے) وه (لوگوں کے درمیان) بهترین جدا کرنے والا هے. خدا کے رسول بھی حاکم هیں اور صرف و صرف خدا کے سے حکومت اور حکمیت رکھتا هے که « وان الحکم....» اور یه که جو کچھ خدا نے نازل کیا هے اس کے سهارے حکم کرو اور اپنی نفسانی خواهشات کی پیروی نه کرو اور صرف رسول کی حاکمیت قرآن اور سنت کو بنیاد پر هے اور کچھ نهیں هے «إِنَّا أَنْزَلْنا إِلَيْكَ الْكِتابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِما أَراكَ اللَّهُ وَ لا تَكُنْ لِلْخائِنينَ خَصيما

وَ اسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كانَ غَفُوراً رَحيماً »

یقیناً هم نے تمهارے طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکه جو کچھ خدا نے دکھایا هے اور رهنمائی کی هے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصله کرو اور غداروں کے هم سخن نه هو جاؤ( اردو قر..............)

جو لوگ حکم الهی کے سامنے خاضع نهیں هیں اور چاهتے هیں که تمهیں بھی اپنی نفسانی خواهشات کا تابع بنالیں(تو) هر گز ان سے روبرو نه هو) اور خدا سے طلب مغفرت کرو که وه بخشنے والا اور مهربان هے (که مقام حاکمیت لغزشوں کا گٹرھا هے اور حکم الهی سے معمولی انحراف بھی گناه هے) پیغبر هر گز حاکمیت وغیره میں گناه کے مرتکب نهیں هیں اور مغفرت کی درخواست صرف اس معنی میں هے که خدا اسی طرح گمراهوں کا راسته بند کردے جو رسول کی .......... کی فکر میں هیں اور یهی عصمت کے معانی هیں.

یه ایک دقیق تنبیه اور وارننگ هے، حکام شریعت اور قاضیوں کے لئے که فیصله لٹرکھٹرانے کی جگه هے اور خطر ناک جگه لهذا اس کے لئے خدا سے پناه مانگنا چاهیے اور وه غدّار جو حاکمیت الهی سے منحرف اور رو گردان هونے کی فکر میں اُن سے دوری اختیار کرو هم سوره مائده که 44 و 45 آیات میں پٹرھتے هیں« وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِما أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولئِكَ هُمُ الْكافِرُونَ »...الظَّالِمُون‏ . . . الْفاسِقُون‏»

جو لوگ خدا کے نازل کرده (قانون) کے مطابق حکم نه کریں تو یه لوگ کافرین، ظالمین اور فاسقین میں هیں اور یه که حکم (فیصله) نه کریں اس معنی میں نهیں هے که هر قسم کے خواه خدا کا حکم هو یا غیر خدا کا ساکت ره جائیں کیونکه جو لوگ مقام حاکمیت اور فیصله میں نه هوں گے وه اس مقام کی لیاقت نهیں رکھتے یا رکھتے هیں لیکن اس مقام پر نهیں هیں که دوسرے لوگ کافی حد تک اس فریضه کو عملی کرتے هیں ان لوگوں نے کسی واجب کو ترک نهیں کیا اور نه کسی حرام کے مرتکب هوتے هیں تاکه کافروں وغیره کے زمره میں قرار پائیں بلکه اس سے مراد وه لوگ هیں جو مقام حاکمیت میں واقع هوتے هیں لیکن حکم خدا سے خاموش هیں یا اس سے بد تر که خدا کے نازل کرده (قانوں) کے خلاف حکم کرتے هیں خواه شائتگی نه رکھتے هوں اور قاصر هوں یا بدتر جان کر خدا کے حکم کے خلاف قضاوت اور حکم کرتے هیں اور یه چیز حکم فتوی، فیصله یا اسلام کے سیاسی احکام سے اعم هے یعنی سب کو شامل هے که سب کچھ کتاب اور سنت کی روشنی میں هونا چاهیے.

حضرت امام جعفر صادق(ع) سے روایت هے که آپ نے فرمایا: العلم ثلاثه کتاب وسنه ولا ادری». علم تین قسم کا هوتا هے: کتاب، سنت اور میں نهیں جانتا که اگر کتاب اور سنت سے کوئی حکم حاصل نه هو تو صرف فریضه(نهیں جانتا هوں) هے اور بس.

آخر کار حکمت اور حاکمیت یا اسیی هے یا طاغوتی اور اس کے علاوه کچھ نهیں « أَ لَمْ تَرَ إِلَى الَّذينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِما أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَ ما أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُريدُونَ أَنْ يَتَحاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَ قَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَ يُريدُ الشَّيْطانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلالاً بَعيدا»

باطل فیصله سے متعلق آیات و روایات کی روشنی میں دو پهلو کی حامل شدید حرمت ظاهر هے که نا اهل افراد کا فیصله بھی حرام هے اور ایسے لوگوں کے پاس نزاعی مسئله پیش کرنا یا نا اهل کوئی بھی هو کے پاس اپنے اختلاف کو لے جانا که فیصله کے شرعی موازین کے حامل نهیں هیں ایسا شخص طاغوت اور اهل جهنم هے خواه جان بوجھ کر حق کے خلاف حکم کرے یا انجام میں گرچه کبھی حق کے ساتھ حکم کرے تینوں صورتوں میں وه جهنمی هے چنانچه حضرت امام صادق(ع) سے منقول هے

« ألقضاة أربعة ثلاثة فی النار و واحد فی الجنة رجل قضی بجور وهو یعلم فهو فی النار و رجل قضی بجور وهو لا یعلم فهو فی النار و رجل قضی بالحق و هو لا یعلم فهو فیی النار و رجل قضی بالحق و هو یعلم فهو فیی الجنة» منصف حضرات چار طرح کے هیں : ان میں تین قسم کے لوگ جهنمی هیں اور ایک جنتی هے جو شخص جان بوجھ کر نا حق فیصله کرے وه جهنمی هے.

اور وه لوگ جو نادانسته نا حق اور ظالمانه فیصله کرتے هیں وه بھی جهنمی هیں، اور وه لوگ جو نا دانسته حق فیصله کرتے هیں وه بھی جهنمی هیں اور جو شخص حق کا فیصله کرے جبکه احکام شرعی کو جانتا هو وه جنت میں هے.

یهاں پر حق کا دانسته طور پر فیصله کرنا اس بات میں منحصر نهیں هے که در حقیقت کوئی غلطی نهیں هے که یه معصوم قاضیوں میں منحصر هے، دانسته سے مراد قضاوت اور فیصله کے حدود و حالات کا جاننا اور فیصله کی لیاقت اور شائستگی رکھنا هے تاکه شرعی معیاروں کے مطابق فیصله کریں کیوں که اس کا فیصله حق هے خواه واقعیت کے مطابق هو. یا مطابق نه هو جب معذور هو ، جیسا که مقام فتوی میں بھی ایسا هی هے. لیکن دیگر تین گروه اُن کا هے جو حق فیصله نهیں کرتے اور روایت کی ترتیب کے ساتھ درجه ذیل هیں.

جان بوجھ کر باطل فیصله کیا خواه قضاوت کا علم رکھتا هو یا نه رکھتا هو یا قضاوت کا بالکل علم هی نه رکھتا هو اور باطل فیصله کر دیا هو بلکه وه لوگ بھی جو نا دانسته حق فیصله کرتے هیں یه تینوں هی ( اپنے اپنے گناهوں کے لحاظ سے) جهنمی هیں کیونکه اُن کے پاس فیصله کرنے کی لیاقت نهیں هے اور کسی نا اهل کو مسند قضاوت پر بٹھانا شریعت کے خلاف هے، خواه علمی اعتبار سے نا اهل هو یا عملی اعتبار سے یا کسی قسم کی نا اهلی هو، جبکه اگر کوئی شریعت کی روشنی میں فیصله کرنے کی اهلیت رکھتا هو اگر خطا کر جائے تو نجات پائے گا ، لیکن اگر نا اهل صحیح طور پر قضاوت بھی کرے تو بھی نجات نهیں پائے گا کیونکه اس بلا وجه اس نازک اور حاس ذمه داری اپنے سر لے تی هے اور شریعت کے خلاف احکام صادر کرتا هے اس بنا پر اس کا حق حکم کرنا بھی باطل هو جائے گا کیونکه اس نے باطل اصول کا سهارا لیا هے. اور یه بالکل نا اهل فتوی اور تفسیر بالرائی کے مانند هے که اگر اتفاقاً حق سے ا سازگار بھی هو ( کان مصیرة الی النار) اس کا انجام جهنم هے که اصولی طور پر نا اهل کو کسی ایسے مسند پر نهیں بٹھنا چائیے جس کا وه اهل نهیں هے نیز حضرت امام صادق(ع) سے مروی هے :« الحکم حکمان حکم الله عزّ و جلّ و حکم أهل الجاهلیّة فمن اُخطاً حکم الله حکم بحکم أهل الجاهلیّة» حکم کی دو قسم هں: (حاکمیت، حکمیت، فتوی اور قضاوت سب کو شامل هے)

ایک خدا وند سبحان کا حکم اور ایک اهل جاهلیت کا حکم پس جو شخص بھی خداوند عزوجل سے تجاوز کرے گا وه جاهلیت کے مطابق فیصله کرے گا یهاں بھی حکم خدا سے مراد وه حکم هے جو شریعت الهیه(قرآن اور حدیث) کی روشنی میں عدالت کے سارے معیاروں کی رعایت کے ساتھ انجام پائے که یه حکم بهرصورت خدائی حکم هے خواه واقع کے مطابق هو چنانچه عام طور پر اس کے شرائط کی رعایت کے ساتھ ایسا هی هے یا کبھی کبھی حاکم کے معصوم نه هونے کی وجه سے واقع کے خلاف هو تو اپنے حکم میں معذور هے اور نه هی خدا کا اصلی حکم! که ممکن صورت میں بعد کی معلومات میں اس کی تلافی هو جائے ورنه معذور هے – نتیجتاً هر وه حکم جو الهی معاروں کے خلاف یا بعض اس معیار پر صادر هو اگر یه حکم بھی اتفاقی طور حق کے مطابق هو پھر بھی اهل جاهلیت کا حکم هے کیونکه خود منصفانه حاکمیت کے معار سے خارج هے اور یه جهالت و خادانی هے اصولی طور پر ایسا نهیں هے که اهل جاهلیت کا حکم سو فیصد باطل هو اور اهل شریعت کا حکم سو فیصد حق هو ، اهم یه هے که حکم شریعت کی بنیاد پر کتاب و سنت کی روشنی میں هو(که اکثر واقعی هے) یا نه هو که اکثر باطل اور واقعیت کے خلاف هے.

ان احادیث میں معصومین(ع) کی مراد صرف ان احکام کی رپورٹ هے جو غیر معصومین سے صادر هوتی هے اور غیر معصوم نا خواسته خطا

اور تمام معیاروں کی رعایت کرتا هے که اگر جان گیا تو اسی کی تلافی هونی چاهئے ورنه معذور هے.

جاهلیت کا حکم غیر معصوم سے مخصوص نهیں هے بلکه اگر مسلمان بھی اسلامی طریقے سے حکم نه کرے تو اس کا حکم جاهلیت کا حکم هے اور اس حدیث میں بھی یه نهیں فرمایا که ایسا حاکم خود (جهنمی) هے بلکه (فقد حکم بحکم اهل الجاهلیه) اس نے حکم جاهلیت کی طرح حکم کیا هے.

اور جمله (فاخطاء) بھی نا حق فیصله کرنے والے منصفوں کے بارے میں خطا اور غلطی کے معنی میں معذور نهیں هے که غیر معصوم قاضی کبھی غلطی کرتا هے بلکه خطا حکم کے طریقه میں هے که اسلامی فیصله کے شرائط کو عملاً ترک کر دیا هو یا انجانے میں منصب قضاوت پر بٹھ جائے اور فیصله سنائے، چنانچه اگر کوئی شخص فیصله کرنے کی صلاحیت نه رکھتا هو اگر وه اپنی تمام تر کوششوں اور باریک نگاهی کو حق فیصله سنانے کے لئے آماده کرے اور حکم بھی اتفاق سے حق هو تو ایسی قضاوت باطل اور حق کے خلاف هے اور یه قاضی جهنمی هے.

چنانچه حضرت امام جعفر صادق(ع) سے مروی هے« ای قاضٍ قضی بین اثنین فأخطأ سقط أبعد من السماءِ» کوئی منصف بھی اگر دو آدمیوں کے درمیاں فیصله کرے اور اس میں خطا کر جائے تو وه آسمان سے دور ترین جگه سے زمین پر گر جائے گا.

حضرت امام محمد باقر(ع) سے مروی هے:جو شخص بھی دو درهم کے بارے میں غلط فیصله کرے وه کافر هوگیا هے) حضرت کی یه فرمائش آیه کریمهً «وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِما أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولئِكَ هُمُ الْكافِرُون‏»

کی روشنی میں هے که اگر کوئی حکم کتاب اور سنت کی روشنی میں نه هو ( جو بھی هو اور جس شخص سے هو) کفر کا حکم هے اور پیمغبر اکرم(ص) کی سند سے هے که آپ نے فرمایا:« لسان القاضی بین جمرتین من نار حتی یقضی بین فإما الی الجنة آووالی النار»:

قاضی کی زبان آگ کے دو ٹکٹرون کے درمیان هے که لوگوں کے درمیان قضاوت کرے پس یا جنت کی طرف هے یا جهنم کی طرف) که اگر معصوم نه هونے کے اقتضاء سے ناحق فیصله کرے تو یه حکم آگ هے گرچه خود وه معذور هے لیکن ممکن حد تک اس کی تلافی کرنی چاهیے! حضرت امام جعفر صادق(ع) سے مروی هے«ایاکم أن یحاکم بعضاکم بعضاً الی أهل الجور ولکن أنظروا إلی رجل منکم یعلم شیئاً من قضایانا فاجعلوه بینکم فإنی قد جعلته قاضیاً فتحاکمو إلیه»:

صاحبان ظلم وجور کے پاس اپنے فیصله لیکر نه جاؤ لیکن اپنے میں سے ایسے شخص کے بارے میں غور کرو جو همارے مسائل سے کچھ باخبر هو اور اسی کو اپنا قاضی اور حکم سنائے یقیناً میں نے اسے قاضی قرار دیا هے لهذا اپنے فیصلوں اور معاملوں کو ایسے کے پاس کر جاؤ کلینی رح کی روایت میں (قضایانا) کی جگه(قضاءنا) ذکر هوا هے هر صورت مقصود یه هے که شریعت کا قاضی اور منصف عادل اور اسلامی فیصله کی کفیت(اور روش) سے آگاه هو ، صرف احکام قضاوت کا جاننا کافی نهیں هے بلکه علم قضا اور عدالت کے احکام کے علاوه فیصله میں ائمه معصومین(ع) کی روش بھی جانتا هو ورنه فیصله کرنے کا حق نهیں رکھتا (مفصل گفتگو قاضی اور حاکم شرح کے مثبت اور منفی شرائط کے باب میں آئے گی)

رسول خدا(ص) سے مروی هے«من حکم فی درهمین بحکم جورٍ ثم جبر علیه کان من أهل هذه الأیه«ومن لم یحکم بما أنزل الله فأولئک هم الکافرون»جو شخص بھی دو درهم میں ظالمانه (غیرمنصفانه) حکم اور فیصله کرے اور آگے زبردستی اجرأ کرے تو واهی آیت کا مصداق هے: (اور جو شخص بھی خدا کے نازل کرده (حکم کے مطابق) فیصله نه کرے وه کافروں میں سے هے)

میں نے کها: کس طرح مجبور اور زبردستی کرتے هیں؟ فرمایا: کوڑے اور جیل کی دھمکی کے ذریعه پھر حکم کرتے هیں اگر وه راضی هو گیا تو ٹھیک ورنه اُسے کوڑے مارتے اور جیل میں ڈال دیتے هیں.

حضرت امام محمد باقر(ع) سے مروی هے که بد ترین جگهوں میں سے وه عدالت اور کورٹ هے جهاڈ قضاة اور امراء فیصله کرتے هیں حضرت امیر المؤمنین(ع) سے مروی هے که آپ کی آنکھوں میں شدید درد هوا تو رسولخدا(ص) آپ کی عیادت کرنے گئے تو دیکھا که علی(ع) درد کی شدت سے بے قرار هیں فرمایا: اے علی ناله جزع هے یا درد؟ آپ نے فرمایا: یا رسول الله! اب تک اتنا شدید درد کبھی نهیں هوا تھا رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے علی! جب موت کا فرشته فاجر کی روح نکالنے آتا هے تو لوگ کی سلاخوں سے اس کی روح نکالتا هے تو جهنم فریاد کرتا هے.

علی (ع) اچانک بیٹھ کر کهنے لگے: اپنی بات کی تکرار فرمائے که اس کا تصور میرا درد بھلا دیتا هے، آیا آپ کی امت میں کوئی اب دردناک عذاب دیکھے گا؟ فرمایا: هاں! حکاّم جور، ظالم اور ستمگر حکاّم اور قضاوت، یتیم کا مال کھانے والے اور جھوٹی گواهی دینے والے هیں. یهاں پر ظالم و جابر قاضیوں کے دردناک عذاب سن کر رسولخدا(ص) کے بعد عالم اسلام کی شخصیت کا شدید ترین درد بھول جاتا هے ، کیونکه؟ ان سے کیا ربط رکھتا هے؟ آخر وه بھی ایک قاضی اور منصف هیں لیکن عدل و انصاف کے قاضی اور رسول خدا(ص) کی فرمائش کے مطابق(اقضاکم علی) وه فیصله کا بهترین نمونه هیں لیکن ظالم و جابر قاضیوں کا دردناک عذاب سن کر آپ کا شدید ترین درد جاتا رها

شرعی قاضی اور منصف کے فیصله کرنے کا طریقه سراپا عدالت هوا اور کبھی دو نظری نه هو یهاں تک که دل میں بھی خداسے یه طلب نه کرے که فلاں کی طرف حق دے که طرفین دعوی مول سے کسی ایک طرف رجحان نه هو، جیسا که حضرت امام باقر(ع) سے مروی هے:

(بنی اسرائیل ایک قاضی تھے که همیشه حق اور عدالت کے محور پر فیصله کرتے تھے، اس نے اپنی موت کے وقت اپنی بیوی سے کها میرے مرنے کے بعد مجھے غسل و کفن کرنا اور مجھے تابوت میں رکھ دینا اور میرے چهرے کو ڈھانپ دینا که کبھی برا منظر نهیں دیکھو گی . جب وه مر گیا تو اس کی بیوی نے اس کے حکم کے مطابق وه سب کچھ انجام دیدیا جو اُس نے حکم دیا تھا لیکن اسنے شوهر کا چهره ڈھانپنے کے بعد دوباره اسے کھولا که کیا دیکھتی هے اُس نے دیکھا که ایک کیٹرا اس کے گله کو چبا رها هے، بهت پریشان هوئی جب رات هوگئی تو اس کا شوهر اس کے خواب میں آیا اور اس نے اپنی بیوی سے کها: اگر تم پریشان هوگئی هو تو جان لو که جو کچھ تم نے دیکھا هے وه تمهارے فلاں بھائی سے مربوط تھا که اسنے فریق مخالف کے ساتھ میرے پاس آیا تو میں کها: خدایا! اس بھائی کے حق میں فیصله کر اور حق اس کا مقدر قرار دے جب انھون نے اپیل کی اور کورٹ میں آئے تو ایسا هی هوا جو میں چاهتا تھا اور فیصله کے ترازو پر بخوبی حق اس کی طرف پایا اور میں نے میزان عدالت سے اس کے حق میں فیصله کیا.

نتیجه اس کا یه هوا که جو تم نے دیکھا اُس سے میں دوچار هوا اگرچه میرا باطنی رجحان اس کی طرف تھا اگرچه حق بھی اسی کے ساتھ تھا. یهاں پر فیصله میں غیر جانبداری اس درجه نمایاں هے که منصف کو کلی طور پر کسی ایک فریق کی نسبت اسنے باطنی میلان سے خالی هو.

اس کا دل ان باتوں سے یهاں تک خالی اور پاک هو که خداسے بھی اسنے پسندیده محبوب شخص کے حق میں فیصله کی چاهت اور آرزو نه هو بلکه همیشه اس کی خواهش خدا کی مرضی اور خواهش هونی چاهیے اور هر مرحلے میں حق کا طلبگار هو. حق فیصله کی طرف کی توجه اور حق کو عام کرنے کا خیال رکھتا هو اگرچه اس کے دشمن کے نوع میں اور اس کے دوست کے نقصان میں هو، چنانچه قرآن کریم کا ارشاد هوتا هے: (کونو قوامین...ص17. زیاده سے زیاده قسط کا قیام کرو(قسط(عدالت) کو عملی جامه پهناؤ) اور خدا کےلئے گواه بنو اگرچه تمهارے نقصان هی میں هو. آداب قضاوت (فیصله) کے ابواب میں بے شمار روایات آئی هیں که قاضی شرع کے بارے میں حساس ترین مسؤلیت کو بیان کرتی هیں خبر میں هے که ایک شخص چند دنوں تک حضرت امیر المؤمنین علی (ع) کا مهمان رها اس کے بعد اُس شخص کے خلاف بیان کیا جس کے بارے میں پهلے کچھ نهیں کها تھا. فرمایا: تمهاری کسی سے اختلاف اور نزاع هے؟ اس نے کها : هاں! فرمایا: مجھ سے دور هو جا که رسولخدا(ص) نے کسی ایک فریق مخالف کی مهمانی کرنے سے منع کیا هے مگر یه که دوسرا فریق اس کے همراه مهمانی میں شریک هو.

یهاں پر امام معصوم(ع) اس شخص کو اپنے گھر سے نکال دیتے هیں کیونکه ان حضرات کو فیصله کرنے میں کوئی عامل گمراه نهیں کرسکتا. تاکه فیصله کی روش کے خلاف فیصله کیا هو تاکه دوسرے افراد اپنی ذمه داری کو سمجھیں اور یه نه کهیں که هم عادل اور انصاف پسند میں اورایسا ویسا کیونکه جو بھی هو جاؤ علی (ع) جسیے نهیں هو!.

چند روایات کی روشنی میں شرعی کو دو فریق (طرفین نزاع) کے ساتھ یکساں رفتار کرنی چاهیے یهاں تک که بٹھینے، احترام، نظر کرنے، بات کرنے اور جواب سننے میں بھی جیسا که رسولخدا(ص) سے مروی هے:

« من ابتلی بالقضا فلیسوّ بینهم فی إلاشارة والمنظر فی المجلس»جو شخص بھی قاضی اور منصف هو جائے تو اسے طرفین نزاع کے درمیان غایت درجه مساوات اور برابری رکھنا چاهیے . یهاں تک که اشاره اور نظر کرنے میں بھی (کلینی و شیخ طوسی سکونی کی امام جعفر صادق(ع) کی ایک سند کے ساتھ) حضرت امیر المؤمنین علی(ع) سے قضاوت اور فیصله کرنے کے عمومی آداب کے بارے میں روایت هے که آپ نے قاضی شرع سے فرمایا:)( غداروں، لیٹروں اور ان لوگوں کی طرف نگاه جو مسلمانوں کے اموال ادا کرنے میں تاخیر کرتے هیں اور ان کے ساتھ ظلم کو روا سمجتھے هیں اور وه مالدار طاقتور افراد جو صاحبان حقوق کا حق ادا کرنے سے مانع هوتے هیں اور مسلمانوں کے اموال قاضیوں (ججوں) کو رشوت میں دیتے هیں، ان نا اهلوں سے مظلوم اور ستمدیده لوگوں کے حقوق واپس لو ان کے باغات اور گھروں کو مظلوموں کے حقوق واپس کرنے کے لئے فروخت کر ڈالو که میں نے رسولخدا(ص) سے سنا هے که آپ نے فرمایا: مالدار مسلمان کو مهلت دینا غریبوں اور ناداروں پر ظلم هے. اور اگر مقروض کے پاس نه کوئی باغ هو اور نه هی گھر اور کوئی مال تو اُس کے خلاف راه نهیں هے.

اور جان لو که لوگوں کو حق پر وهی آماده کرسکتا هے جو باطل سے واپس لے سکتا هو، پھر کورٹ میں لوگوں کے ساتھ رفتار و گفتار اور نشت و برخاست کے لحاظ سے برابری کرو تا که تمهارے قریبی افراد حکم الهی سے تجاوز کرنے کی قسم سے امید نه رکھیں اور تمهارے دشمن تمهاری عدالت سے نا امید نه هوں- اس کی جگه اُن سے قسم کھلاؤ که بهترین واضع اور پائیدار فیصله یهی هے اور جان لو که بعض مسلمان بعض کی نسبت عادل هیں جز اس شخص کے جس نے حد شرعی میں کوڑے کھائے میں اور تو یه نهیں کیا اور جو شخص جھوٹی گواهی دینے سے مشهور هو اور ایسا بد گمان که جس کا اس کے اور اُس کس نسبت گمان اور خیال برا هے ایسا نه هو که کورٹ (عدالت) میں بددل، تنگ دل اور تاریک دل هو جاؤ اور خود ناراض هو ایسی عدالت جس کے لئے خدا نے اجر معین فرمایا هے اور فیصله کے لئے ایک بهترین ذخیره هے که حق کا فیصله کرتے اگر فریق مخالف میں سے کوئی ایک غائب گواهوں کا دعوی کرتے تو اسے مهلت دو اگر اُس نے ان لوگوں کو حاضر کر دیا تو ایسی بنیاد کے مطابق حق کی گواهی دے اور اگر نهیں تو اپنا فیصله اس مدعی کی گواهی کو شامل کرکے ،دے – ایسا نه هو که قصاص میں حکم یا حدود میں حد یا حقوق الله میں سے کسی حق کے بارے کوئی فیصله سناؤ مگر یه که میرے سامنے پیش کرو، کهیں ایسا نه هو که فیصله کی کسی بزم میں بٹیھو مگر یه که خدا کی مرضی سے کوئی چیز کھا لو. اسی بنیاد پر قضاوت اور فیصله کا دائره نبوت اور امامت کے دائره سے کهیں زیاده تنگ اور محدود هے که گویا پیغمبر اور امام میں منحصر هیں جیسا که امیر المؤمنین علی(ع) قاضی شریح سے فرمایا:« یا شریح جلست مجلساً لا یجلسه إلا نبی أو وصی نبی أو شقی»

اے شریح! تم اس منصب پر فائز هو که اس پر پیغمبر یا پیغمبر کے وصی اور ... کے علاوه اس پر آنا جائز هے البته چونکه اسلامی ضرورت خواه معصوم(ع) کی غیبت میں هو یا موجودگی میں فیصله غیر معصوم کے لئے بھی ضروری جانتی هے، پیغمبر کے وصی سے اعم هے که امام کے خاص وصی کو شامل هے یا ان کے عام نائبین که علمائے ربانی هیں کو شامل هے، یهاں سے بخوبی واضح هے که فیصله کرنا هر گروه میں دانشور، باتقوی،شجاع اور دقیق اور صالح ترین عالم افراد میں منحصر هے چنانچه نبی کی جگه نبی کا وصی بھی مقام قضاوت کا حقدار هے اور وصی نبی کی جگه بھی هر گروه اور .... میں امت کے شائسته ترین افراد اس لیاقت کے مالک هیں.

امام جعفر صادق (ع) سے مروی هے: که امیر المؤمنین علی(ع) نے قاضی شریح سے شرط کی که کوئی فیصله بھی ان کے علم میں لائے بغیر نهیں کروگے (کلینی و شیخ نے حدیث میں هشام بن سالم کی حضرت امام صادق(ع) سے مروی ایک صحیح حدیث میں(لما ولی امیر المؤمنین شریحا القضاء اشترط علیه الا ینفذ القضا حتی یفرضه علیه) اس پهلے شریح عمر و عثمان کی طرف سے قاضی منصوب هوئے تھے اور جب علی(ع) نے اُسے معزول کرنا چاها تو واعمرا کی صدا بلند هوگئی اور کوفه والوں نے کها که هم نے آپ کی بیعت اس شرط پر کی تھی که آپ شیخین کی سیرت پر عمل کریں گے اور شریح کو عمر نے نصب کیا هے.

یهاں پر حضرت علی(ع) مجبوراً شریح کو معزول کرنے سے هاتھ کھنچ لیتے هیں اور ظاهراً معزول نهیں کرتے لیکن یهی شرط که آپ نے فرمایا که میری موافقت کے بعد هی کوئی فیصله سناؤ گے ، معزول کرنے کے معنی میں هے اور اس کے سوا کوئی اور چاره بھی نهیں تھا.

شریعت کے قاضی کے لئے مثبت اور منفی شرائط کی رعایت لازم هیں که اُس میں قضاوت اور فیصله کی اهلیت رکھنی هوگی.

پهلی شرط: تمام احکام میں بطور مطلق اجتهاد کئے هو بالخصوص قضائی احکام نیز قضاوت کے عملی طریقه کی شفاقت رکھتا هو ورنه صرف اجتهاد کافی هے اور نه هی یه اجتهاد( اس سلسله میں صاحب جئاهر و مسالک اور بعض دیگر فقها نے اجماع کا دعوی کیا هے که قاضی مجتهد مطلق هونا چاهیے.) قاضی کا اجتهاد اس کی عدالت اور تمام شریائط طرفین دعوی کے نزدیک قابل قبول هوں اس لئے که قاضی کا حکم اس فریق پر کیوں جاری هو جو اسے قضاوت کا اهل نه سمجھتا هو؟ معتبر روایات میں بھی یه شرط ذکر هوئی هے که قاضی طرفین دعوی کے نزدیک فیصله کی اهلیت رکھتا هو اور قوی خبر ابو خدیجه سے مروی هے که امام صادق(ع) نے مجھے میرے اصحاب کی طرف بھیج کر فرمایا که ان سے کهو که کبھی اختلاف نزاع اور اپیل کے وقت کسی خیر کے فیصله کے لئے ان فاسقوں میں سے کسی کی طرف رجوع نه کریں بلکه اپنے درمیان ان لوگوں کا انتخاب کریں جو واقعا حلال و حرام کو جانتا اور پهچانتا هو اسے حاکم قرار دو که یقیناً میں نے ایسے شخص کو تمهارے لئے حاکم قرار دیا هے. هر گز کسی ظالم و جابر حاکم کے پاس مراجعه نه کرو.

حلال و حرام کی شناخت تقلید اور اجتهادی دو طرح سے هے لیکن حدیث (او وصی نبی) کے مطابق قاضی کو حدود قضاوت میں بهترین شخص هونا چاهیے اور یهاں پر بھی(قد) حلال و حرام کے یقینی اور ثابت علم معیار قرار پایا هے اور تقلید بھی اس طرح نهیں هے اور یه که غیبت کے زمانه کی تقلید زمانه حضور کی طرح نهیں تھی که امام معصوم کے هوتے هوئے تمام علی(ع) کی تقلید هو. اس بنیاد پر قضاوت میں نه صرف اجتهاد مطلق شرط هے بلکه تمام اسلامی خصوصیات کے ساتھ ساتھ اعلمیت بھی قاضی کی اصلی شرائط میں سے هیں جیسا که مقبوله عمر بن حنظله میں ذکر کیا جائے گا. قاضی کو اعلم ، اعدل، اقضی خلاصه هر فضلیت اس میں هونی چاهیے جو مقام فیصله میں مؤثر هوں.

قضاوت کے بارے میں اجتهاد اور اس کے احکام کو عملی جامه پهنانے کے سلسله میں بھی حضرت صادق(ع) کی خبر میں گذر چکا هے که آپ نے فرمایایعلم شیئاً من قضایانا» قضایانا) اسے همارے بعض فیصلوں کو جاننا چاهیے.

حضرت امیر المؤمنین(ع) سے مروی هے که آپ نے فرمایا: إتقوا الحکومة فانّ الحکومة انّما هی للإمام العالم بالقضاء العادل فی المسلمین لنبی (کنبی) أو وصی نبی» حاکمیت اور حکمیت (فرد ثالث) سے اجتناب کرو که یه منصب صرف اور صرف فیصله کے عالم امام کے لئے زیب دیتا هے که مسلمانوں کے درمیان حاکمیت میں ویهی شخص عادل هے یعنی یه منصب کسی پیغمبر یا اس کے وصی هی کے لئے سزاوار هے.

اس خبر میں(کنبی او وصی نبی) تو ایسا ظاهر هوتا هے که قاضی کا مرتبه جو فیصله کا عالم اور مسلمانوں کے درمیان عادل هے اس میں علم اور عدل عادی نهیں هے بلکه پیغمبر یا وصی پیغمبر کی طرح هو که یه پیغمبر یا امام کا دوسرا نسخه هو که پیغمبر اور امام کے بعد علم قضاوت اور عدالت کے لحاظ سے پوری امت یا ان تمام لوگوں سے جو قضاوت کے میدان میے هیں، سے بلند و برتر اور اعلی هو.

یهاں قضاوت کا علم دونوں طرح کے علم احکام اور اس کو عملی جامه پهنانے سب کو شامل هے اور یه دونوں علم اور وه عدالت بلند ترین مرتبه میں هونا چاهیے که پیغمبر یا وصی پیغمبر اور اس کے بعد ان کا دوسرا درجه که اسلام کے ان جامع الشرائط فقها کو شامل هے جو حضرت ولی عصر کی جانب سے نیابت عامه پر فائز هیں قضاوت کے منفی اوصاف اور ایک مفصل خبر میں جس کی وضاحت کروں گا ذکر هوا هے« لم یعضّ علی العلم بضرسٍ قاطعٍ» خوب اچھی طرح علم حاصل نهیں کیا هے یعنی کتاب و سنت کے علم میں یقینی صورت کا مالک نه هو تو ایسا شخص فیصله کے لائق نهیں هے یهیں سےمعلوم هوتا هے که قاضی کو صرف مجتهد هونا کافی نهیں هے بلکه اجتهاد میں قاطعیت بھی شرط هے نه مقلد نه مجتهد غیر قاطع که ان میں سے کوئی بھی اس صلاحیت کے مالک نهیں هیں .

حاکمیت اور فیصله والی آیات سے متعلق بحث میں هم نے دیکھا که اول قاضی خدا هے اس کے بعد رسولخدا(ص) اور آیئه اولی الامر کی روشنی میں تیسرے مرتبه میں ائمه معصومین(ع) هیں اور صف اول کے فقهائے اسلام چوتھے مرتبه میں اور اس کے علاوه کوئی نهیں!.

لیکن اس اعتبار سے که صرف اول کے جامع الشرائط قضیه کا انتصاب سارے اسلامی ممالک میں ممکن نهیں هے تو کم ازکم هر قضائی شعبه کا حاکم شرع اس شعبه کے سارے فقهاء سے علم و تقوی اور قضاة کے تمام ضروری صفات میں برتر هونا چاهیے.

قاضی شرع کے پاس رجوع کرنے والے بھی اس امتیاز میں اس قاضی سے کم هوں کیونکه مساوات یا اعلمیت کی صورت میں یه رجوع کرنا درست نهیں هوگا اور زبردستی کرنے کی صورت میں ظلم اور زیادتی هوگی- چنانچه حضرت امام صادق(ع) صحیح خبر میں مروی هے:

« إذا کان الحاکم یقول لمن عن یمنیه و لمن عن سیاره ما تقول به ما تری؟ فعلی ذلک لعنه الله والملائکه والناس اجمعین ألا یقوم من مجلسه و یجلسهما مکانه»

جب حاکم اپنے دائیں بازو یا بائیں بازو(دونوں فریق) کهیے: کیا کهتے هو؟ کیا کر رهے هو ؟ تو ایسے حاکم پر ملائکه اور سارے لوگوں اور خدا کی لعنت، کیوں قیام نهیں کرتے اور ان دونوں کو اپنی جگه پر کیوں نهیں بٹھاتے هیں؟ یهاں سے انداز هوتا هے که حاکم کا فیصله اور اعلمیت دو فریق کے متعلق جهالت حاکمیت کے اهم ترین نظروں میں سے ایک هے.

اسلامی قاضی کی ممتاز شخصیت کے بارے میں گذشته اخبار و آیات کا نتیجه یه هے که ضرورت قضاوت کی حفاظت کرتے هوئے که اسلامی حکومت کے اهم ترین واجبات میں سے ایک هے . مسلمانوں پر واجب هے که اپنی سعی پیهم کے ساتھ بقدر ضرورت با صلاحیت قاضیوں کو آماده کریں اور امر بالمعروف و نهی از منکر سے متعلق آیات اور روایات کے اس یقینی هونے کا اثبات کریں که اسلام کے مخالفین کی دعوت کے بارے میں اور حق کا فیصله کرنے کےسلسله میں اهم ترین ایک خبر هے.چنانچه صف اول کی قیادت و امر بالمعروف اور نهی از منر ان کے رتبوں کے لحاظ سے اسی حکمیت کی حامل هے.

اگر مسلمانوں نے اس واجب کفائی میں کوتاهی کی اور بهتر قاضیوں کو آماده نهیں کیا تو کیا یه جائز هے که جاهل اور ان پٹرھ، بے دین اور لا ابالی قاضی منصف بن جائیں اس خیال سے که منصب قاضی و قضاوت معطل نه هونے پائے اور رپورٹ خالی نه رهنے پائے؟.

اولاً کهنا چاهیے که یه سارے دینی مدارس نے که طاغوت کے دور میں بھی ضرورت سے زیاده فیصله کرئے با استعداد قاضیوں کی پرورش کی تھی، جمهوری اسلامی حکومت میں بھی بذریعه اولی ایسی آمادگی رکھنی چاهیے اس شرط کے ساتھ که اصول و ضوابط تعلقات اور روابط پر ترجیح رکھتے هوں، مقام فیصله کا صرف معیار اس کے گونا گون مراتب کے اسلامی صلاحیت هو اور بس اب اگر هم کسی دن منصفوں کی کمی کا شکار هوگے تو هم زیاده وسعت اور زحمت کے ساتھ اس کمی (قضاوت کے کام میں ) پر اکتفاء کریں.

چنانچه اگر کسی وقت فیصله کےلئے کوئی مناسب قاضی اور منصف نه هو تو اس کمی کی وجه سے کسی نا اهل کو ان صالحین اور صاحبان استعداد قاضیوں کی جگه پر نهیں لایا جاسکتا. جس طرح واجد شرائط مجتهد اور فقیه کے نه هونے پر هم کبھی غیر صالح شخص کو اس کی جگه نهیں دے سکے اور مسند مرجعیت پر بٹھا نهیں سکتے یا اگر کسی مجموع میں نماز جمعه و جماعت کے لئے کوئی عادل شخص نه ملے تو اس کی جگه پر کسی فاسق کو نهیں لایا جاسکتا.

سچ هے که بعض موقعوں پر اگر اهم نه هو تو مهم پر اکتفاء کی جاتی هے که اگر ساری صلاحیتں نه هوں تو بعض صلاحیتوں کو اس کا جا گزین کرتے هیں تا که اصل مقصد فوت نه هو لیکن مرجعیت اور قضاوت وه مقام هے جس میں اساسی شرائط تبدیل نا پذیر هیں اس کے انتخاب کا راسته هونے اور نه هونے کے درمیان هے جیسا که هم نے ملاحظ کیا قاضی حق پرست هے اور قضاوت کے اس میں شرائط پائے جاتے هیں یا پھر وه باطل اور طاغوت هے اور یه طاغوت اگرچه شیعه علی (ع) اور عالم هو ، قضاوت کے اصلی شرائط نه هونے کی صورت می اس کا حکم طاغوت کا حکم، اهل جاهلیت اور جهنمی هوگا که وه اپنے جاهلانه احکام سے معاشره کو جلا رها هے یه دو پهلو کا حامل علم قاضی شرع کے چهارده گانه شرطوں میں فیصله کے باب میں اعلی سطح پر پهلی شرط هے .

ائمه معصومین(ع) کی مبارک عدد کے برابر اب هم انهیں چهارده شرط کو مصر کے گورنر کے نام امیر المؤمنین کی فرمائش ذکر کر رهے هیں. که آپ نے فرمایا« ثمّ اختر للحكم بين النّاس أفضل رعيّتك فى نفسك ممّن لا تضيق به الأمور، و لا تمحكه الخصوم، و لا يتمادىفى الزّلّة، و لا يحصر من الفى‏ء إلى الحقّ إذا عرفه، و لا تشرف نفسه على طمع، و لا يكتفى بأدنى فهم دون أقصاه، و أوقفهم فى الشّبهات، و آخذهم بالحجج، و أقلّهم تبرّما بمراجعة الخصم، و أصبرهم على تكشّف الأمور، و أصرمهم عند اتّضاح الحكم، ممّن لا يزدهيه إطراء، و لا يستميله إغراء، و أولئك قليل، ثمّ أكثر تعاهد قضائه، و افسح له فى البذل ما يزيل علّته، و تقلّ معه حاجته إلى النّاس، و أعطه من المنزلة لديك مالا يطمع فيه غيره من خاصّتك ليأمن بذلك اغتيال الرّجال له عندك، فانظر فى ذلك نظرا بليغا، فإنّ هذا الدّين قد كان أسيرا فى أيدى الأشرار: يعمل فيه بالهوى، و تطلب به الدّنيا.»

آپ کے اس فرمان میں قاضی و منصف کے لئے 14 شرطیں اور جامع الشرائط منصفوں کی نسبت اسلامی رهبرکے لئے معین فرمائی هیے که اس کی پهلی شرط اس کے شرائط میں سے هے (افضل رعیتک فی نفسک) اپنی روح و جان کے اعتبار سے رعیت کے بهترین افراد کا انتخاب هے . تم تو رهبر هو اور جو لوگ بھی تمهاری صوبهداری میں آتے هیں اُن سب سے برتر هو.

قاضی شرع بھی اس حد میں بهترین اور تمهاری روح اور جان سے نزدیک ترین فرد هو نه تمهارا بیٹا که نوح کا بیٹا مرکز نبوت میں کسی مقام و منصب کا حامل نه تھا اور نه هی تمهاری احباب و چاهنے والے بلکه (افضل رعیتک فی نفسک) تمهاری جان اور نفس کے نزدیک برترین رعیت اسی الهی اور روحانی معیار پر که جس پر امیر المؤمنین نے تمهیں صوبه دار بنا یا هے نه کسی اور میزان اور معیار پر. یه برتری سارے اسلامی امتیازات بلخصوص قضاوت و فیصله کے مناسب امتیازات میں اساسی شرط هے که ان میں سرفهرست اعلمیت، اعدلت اور اتقی هونا هے اور دیگر 13 شرطیں بھی اسی بنیاد پر هے اور بس.

طبعاً یه برتری جیسا که گذر چکا منتخب قاضی کے دائره انصاف کی نسبت هے نه صوبه داری اور ملکی حدود کی نسبت اور بس اصل کی بنیاد پر ایسے عادل اور عالم قاضی کا فیصله کرنا که فیصله کرنے کے حدود میں اس سے بهتر کوئی شخص موجود هے ، جائز نهیں هے. اگر کسی موقع پر دو الگ الگ قاضی دو طرح کا حکم کر دیں تو جو اُن دونوں میں سب سے زیاده عالم، باتقوی اور عادل هوگا اسکا حکم مقدم هے چنانچه داودبن حصین حضرت امام جعفر صادق(ع) سے ان دو مردوں کے بارے میں سوال کرتے هیں جنهوں نے متنازعه مورد میں دو عادل کو ثابت کے عنوان سے انتخاب کیا تھا پھر ان دونوں عادل میں نظریاتی اختلاف هو تو ان دونوں میں سے کس کا حکم حجت هے ؟ فرمایا: جو سب سے زیاده فقیه اور هماری احادیث کا عالم اور باتقوی هے اس کا حکم نافذ هے اور بس.

عمر بن حنظله کی مقبوله میں اس سلسله میں مفصل ایک بیان ذکر هوا هے : میں نے حضرت امام جعفر صادق(ع) سے اپنے دو اصحاب کے بارے میں سوال کیا که دین یا میراث کے بارے میں اختلاف هو ا تو انهون نے شرعی حاکم اور قاضی کے پاس اپنا اختلاف پیش کیا تو کیا ان لوگوں کا ایسا کرنا جائز هے یا نهیں؟

حضرت نے فرمایا: جس نے بھی حق یا کسی باطل کے سلسله میں ان کے پاس شکایت کی اس نے طاغوت کے پاس شکایت کی هے اور جو کچھ ان کے حکم سے لیا جائے اگرچه حق کے ساتھ هو ، حرام هے کیونکه طاغوت کے حکم سے لیا هے اور خدا نے حکم دیا هے که طاغوت کا انکار کرو. « يُريدُونَ أَنْ يَتَحاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَ قَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِه‏»

وه لوگ طاغوت کے پاس اپنا فیصله لے جانا چاهیے جبکه ان کی ذمه داری اُن (طاغوت) کا انکار کرنا هے. میں نے کها: پھر کیا کروں؟ فرمایا: وه لوگ نظر دوڑائیں (غور وخوض کریں اس شخص کی طرف که تم میں سے کس نے هماری حدیث نقل کی اور تمهارے حلال و حرام میں نظر کی اور همارا احکام کو جان لیا هے تو ایسے شخص کے فیصله پر دونوں کو راضی هونا چاهیے اور میں نے بھی ایسے لوگوں کو تم پر حاکم بنایا هے پس وه اگر همارے حاکم کے مطابق حکم کرے اور اس کی بات نه مانی جائے تو اس کے خلاف ورزی کرنے والے نے حکم خدا کو سبک اور معمولی سمجھا اور یه خدا کے ساتھ شرک کے مترادف هے میں نے کها: اگر هر ایک نے همارے اصحاب میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا اور دونوں فریق اس بات سے راضی هوں که یه لوگ اس کے حق میں فیصله کریں لیکن ان دونوں کے درمیان حکم میں اختلاف هوا اور دونوں هی آپ کی حدیث کے بارے میں اختلاف کریں؟ فرمایا: حکم صحیح یه هے که جو سب سے زیاده عادل ،افقه، زیاده پرهیزگار هو اس کا حکم نا فذ اور دوسرے کی اهمیت نهیں هے- میں نے کها: (دونوں هی برابر سے ) عادل هوں اور همارے اصحاب کے نزدیک قابل قبول هوں اور ان میں سے کوئی کسی پر فضلیت و برتری نه رکھتا هو؟ فرمایا: ان دونوں کی روایت پر نظر ڈالی جائے که دونوں هی نے روایت کی بنیاد هم کو قراری دی هے، وه روایت جس کی آپ کے اصحاب کے نزدیک اجماع اور اتفاق هو کیونکه متفق فیه اور جس پر اجماع هو( جس روایت میں شک و شبه نهیں هے ) خبریں تین قسم کی هیں: وه خبر جو واضح طور پر حق هے اور اس کا اتباع کیا جائے گا، وه خبر جو کھلم کھلا گمراهی هے اُس سے اجتناب کیا جائے، اور ایک وه خبر مورد شبه و تردید اور مشکل هے اس کا علم خدا کو هے که رسول اکرم(ص) نے فرمایا: آشکار حلال هے اور آشکار حرام هے اور اس کے درمیان شبهات بھی هیں، پس جو شخص بھی شبهوں سے اجتناب کرے وه محرمات سے محفوظ رهے گا اور جو شبهوں پر عمل کرے اور اسے اپنا مأخذ بنائے وه محرمات کا مرتکب هوا اور نادانسته طور پر هلاک هوگیا هے میں نے کها: اگر دونوں خبر آپ سے مشهور هو جسے موثق راویوں نے نقل کیا هو؟ فرمایا: غور کیا جائے: جس کا حکم کتاب الهی اور سنت کے مطابق هو اور اهلسنت کے مخالف هو اس کا حکم مأخذ اور مستند هو گا.اور جو حکم کتاب اور سنت کے مخالف هو اور اهلسنت کے موافق اسے مأخذ نهیں بنایا جائے گا – میں نے کها: آپ پر قربان جاؤں اگر دونوں فقیه نے کتاب اور سنت هی سے حکم اخذ کیا اور سمجھا هو لیکن ایک اهلسنت کے مطابق هے اور دوسرے اهلسنت کے مخالف تو پھر هم ان میں سے کس حکم کو اپنائیں؟ فرمایا: جو اهلسنت کے خلاف هو که اسی میں رشد و هدایت هے – اس کے بعد میں نے کها: اگر دونوں هی خبر اهلسنت کے موافق هوں ؟ فرمایا: پھر یه دیکھو که ان کے منصفین اور حکاّم کس کی طرف مائل هیں، اس کے بر خلاف کو مأخذ قرار دو اور جس کی طرف زیاده رجحان رکھتے هوں اسے ترک کردو.

میں نے کها: اگر دونوں هی کی طرف مائل هوں ؟ فرمایا: اگر یه نوبت آجائے تو پھر امامت سے ملاقات کرنے کا انتظار کرو که شبهوں وقت هلاکت کے گڑھے میں گرنے سے انتظار کرنا بهتر هے. بالاخر یه مطلب کے سب سے زیاده عالم، پرهیزگار اور انصاف پسند ترجیح رکھتا هے کچھ احادیث میں که آیات ان کی تائید کرتی هیں، ذکر هوا هے اور اس فضلیت میں قاضی شرع کی افضلیت مسلک هے اور جو فضیلت بھی فیصله کی حقانیت اور صحت میں تاثیر رکھتی هے. اے قاضی شرع میں بهترین عنوان سے جلوه گر هونا چاهیے

اب هم ان برتر مقامات کو بیان کررهے هیں جو دیگر تیره(13) بند میں ذکر هوئے هیں.

1 – (ممن لا یضیق به الامور)...(امور) امر کی جمع هے جس کی تین معنی هیں (فرمان) کام اور چیز که ظاهراً یهاں پر تینوں هی معنی مراد هیں: جن لوگوں کو فیصله کرنے اور اس کے اجراء میں کوئی حکم ، کام اور چیز رکاوٹ نه بنے تو اس کے فیصله کی بنیاد صرف اور صرف خدا کا حکم اور فرمان هے اور اس کے علاوه کوئی دوسری رکاوٹ کے لئے مانع نهیں بن سکتی. صرف کتاب و سنت کی بنیاد پر خدا کا حکم که اس کے لئے کافی وسیع اور مانع هے وه صرف ایک محور پر چکر کاٹتا هے اور بس! اور کتاب و سنت کی قطعی دلیل و برهان کے سوا کوئی دلیل و برھان اسے حکم پر مجبور نهیں کرتی.

2 – « ولا تمحکه الخصوم» فریقین اسے غیظ و غضب کا نشانه نهیں بنائیں گے خواه ایک دوسرے آپس میں نزاع کریں اور ایک دوسرے کی توهین کریں خواه قاضی کی نسبت کیونکه غیظ و غضب اگرچه حق اور بجا هو لیکن مقام فیصله میں بے جا هے اور حکم میں قاضی کے اعتدال کو درهم برهم کر دیتا هے اور اپنی توهین یا فریقین نزاع کی توهین کی تلافی کے لئے کبھی کبھی ناحق حکم کرتا هے یا پھر جس نے اسے غصّه دلایا هے اس کی اپیل کی نسبت کوئی خاص توجه نهیں کرتا نه کوئی اور دشمنی خواه قاضی کے اندر هو یا کهیں اور ، دشمن کا یه مثلث اولاً اُسے فیصله کرنے میں غضبناک نهیں کرے گا خواه نفس مطمئنه هی هو که غضب پذیر نه هو یا پھر مقام فیصله میں اپنے غصه کو پی جائے یا پھر عدالت (کچری) سے باهر چلا جائے اور اپنے معمول پر آجائے اور گذشته حالت کو فراموش کردے جیسا که پیغمبر اکرم(ص) سے خبر میں هے که آپ نے فرمایا« من ابتلی بالقضاء فلا یقضینّ وهو غضبان» جو شخص فیصله کرنے والا هے اُسے فیصله کرنے میں کبھی غضبناک نهیں هونا چاهیے.

حضرت امیر المؤمنین(ع) سے مروی هے که آپ نے قاضی شریح کوفرمایا: (لا تسارّ امداً...ص32. شرعی عدالت (کچهری) میں کوئی خفیه راز کسی سے بیان نه کرے اور اگر غصه آجائے اور تم غضبناک هو جاؤ تو غضب کی حالت میں کبھی فیصله نه کرو.

قاضی کا غصّه داخلی هو یا خارجی یا فریقیں سے بدتر هو اولاً قاضی کو اعتدال کی حالت خارج کرتا اور حق سے روکتا هے اور غیر معصوم قاضی عادی اور معتدل هونے نیز غور و فکر کرنے کے باوجود بھی کبھی خطا کرتا هے تو اگر غیظ و غضب کی حالت میں فیصله کرے تو اس کا کچھ پوچھنا هی نهیں.قاضی کا حلیم و بردباد هونا فیصله کی اهم شرطوں میں سے ایک شرط هے اگر اس کا علم، تقوی اور عدالت اعلی معیار کی هو لیکن حلم و برد باری نه هو تو هر گروه فیصله کرنے کی صلاحیت نهیں رکھتا.

قاضی کو اٹل اور مضبوط پهاڑ کی هونا چاهیے اور پهاڑ کی چوٹی کی مانند بلند فکر اور پائیداری رکھتا هو ایسا نه هو که حوادث کے سامنے اس کی اخلاقی کمزوری اور شکست حق و عدالت کے شکست کھانے کا سبب بن جائے.

(3- «ولا یتمادی فیی الزلّة»: بار بار لغزش نه کرے، غیر معصوم قاضی چاهیے جتنی دقت کرے پھر بھی کبھی خطا کر هی جاتا هے اور جب تک اُسے اپنی خطا احساس نه هو معذرو هے، لیکن اگر اپنی خطا کا اسے احساس هو جائے تو چونکه وه قاضی کی حثیت سے حکم صادر کر دیا هے تو اُسے شخصیت قضاوت اور محکمه خطا کے احترام میں حق کو نظر انداز کرے اور اپنی غلطی کی تکرار کرے تو یه سارے احترام حق کو مقام دینے کے لئے هیں اور بس.

(4- «ولا یحصر من الفیء الی الحق إذا عرفه»: جب حق کو پهچان لے تو پھر حق کی طرف پلٹنے میں پس و پیش اور تردد نه کرے که حق آغاز اور انجام دونوں میں حق هے اور باطل بھی همیشه باطل هے. اگر قاضی اُس حق کی طرف پلٹنے سے اجتناب کرے اُس نے ابتدا میں نهیں پهچانا تھا یا پھر مشکل اور کوئی محسوس کرے تو ایسا قاضی اپنا علاج کرے تاکه اپنی ساری توانیاں موافق واور مخالف تمام حالات و شرائط حق کا حکم کرنے کے لئے .... کرے که اپنی شخصیت بچانے کے لئے حق کو نظر انداز کردے اور ظاهراً یه امتیاز گذشته پیراگراف کا هے که اُس نے غلط حکم دینے کے بعد حق کو پهچانا اور پای صرف اپنی گذشته لغزش کا احساس کیا خواه کو پهچان لے که اس میں اس کی ذمه داری معین هے.

یا نه پهچانے تو اس مورد میں حکم کرنے سے اجتناب کرے.

(5- « ولا تشرف نفسه علی طمع»: اپنی جان، روح، عقل ، ضمیر، علم و هوش بلکه اپنے پورے وجود کو حرص و هوس کا دلداده نه بنائے، کسی قیمت اس کے اندر کبھی کوئی لالچ پیدا نه هونے پائے، مقام و منصب، مال و دولت شهوت و خواهش اور انانیت و غیره کی اس میں پیدا نه هو بلکه هر خواهش اس کے اندر مرده هو جائے تا که وه حق کو هر حال میں زنده اور ثابت رکھ سکے. ظاهری اور باطنی خواهشات جو بھی هوں اور جس سے بھی هوں اُسے حق کے مرکز سے دور نه کرنے پائیں بالاخر کبھی حرص و هوس کی جگه کا سهارا نه لے، هر قسم کی لالچ اور حرص و هوس لے دور خالی اور هر قسم کی ضرورت اور حرص و لالچ سے دور ره کر عدل خداوندی کی عدالت میں حاضر هو که وه بھی لالچ سے فرار کرتا هو اور لالچ بھی اُس سے که قاضی کے لئے سب سے زیاده خطر ناک اور ناپسندیده صفت حرص و لالچ هے.

(6- «ولا یکتفی بأدنی فهم دون أقضاهُ»: فیصله سے متعلق معمولی فهم و ادراک پر تکیه کرتے هوئے بلند ترین مقام پر مسند نشیں نه هو بلکه همیشه اس بات کی کوشش کرے، که اس کی فهم و فراست عقل وشعور اور شناخت و معرفت زیاده سے زیاده بلند پروازی کی مالک هو اور اسی بنیاد پر کوئی حکم صادر کرے، عادی امور میں بھی انسان کو فهم و شعور کی بلندی پر فائز هونا چاهیے، چه جائیکه قضاوت اور فیصله که اس میں وه لوگوں کی جان، مال ، عزت و آبرو اور ناموس کی سرنوشت کی ذمه داری لیتا هے، ذمه داری جتنی بڑی اور نازک هوگی اتنی هی اس پر فائز هئنے والا انسان فهم و شعور اور عقل و درایت کا مالک هو. بلکه اصولی طور پر ذمه داری کوئی بھی هو چوٹی یا بڑی تمام ذمه داریوں میں محکم طور پر فریضه کی انجام هر ذمه داری کی پهلی شرط هے،.نتیجه کے طور پر قاضی کے لئے دو پهلو کا فهم لازم هے که خود بھی ذهین اور فهم انسان هو اور اپنی فهم و فراست کا اعلی سطح پر انتهائی دقت کے ساتھ استعمال کرے اس دو پهلو کے حامل فهم میں اپنے قضائی حدود میں دیگر تمام صفات کے مانند بلند و بالا هو.

(7- « و آو قفهم فیی الشُبهاتِ»: قاضی اپنے فیصله کے حدود میں شبهوں کے وقت تمام لوگوں سے زیاده محتاط هو اور زیاده سے زیاده بچ بچ کر قدم اٹھائے، اگر حکم شرعی میں کوئی ایسا شبعه هو جسے اُس نے سمجھا نه هو یا پھر اس میں اختلاف آراء هو (بالخصوص جب فریق با اختیار یا تقلید میں قاضی کے نظریه کے خلاف کسی دوسرے کے حکم کو قبول کیا هو) یهاں پر توقف کرے اور اگر شبعه موضوع یا حکم کے کسی مصداق میں هو یا کوئی بھی شبعه جو حکم کو قاطعیت سے خارج کردے تو بھی وه توقف کرے بالاخر اپنی پهلی رای پر اعتماد نه کرے که حدیث«اَلنظرةُ الاُولی نظرة حَمقاءُ»: کے مطابق پهلی نظر احمقانه هے، بلکه کچھ دنوں تک غور و فکر اور تحیق و جستجو کرے تا که بالکل سے اپنے جدید نظریه سے پھر جائے کیونکه اصولی طور پر اسلامی عدالت(کچهری) شبعه سے خالی بنیاد لازم هے.

(8- « وَ اَ خذ هم با لحُجج»: تمام چیزوں سے زیاده ادله قطعیه سے تمسک کرو اپنے خیال و گمان یا اپنے حسن وظن یا سؤظن بلکه اپنے اس یقین پر بھی اعمتاد نه کرو جو قطعی دلیل سے مستند نه هو، لوگوں کی جان، مال ، عزت وآبرو اور ناموس سب حق اور حقیقت کے محور پر هے نه اعتماد یا قاضی کے ذاتی علم کے محور پر اور اپنی جگه پر آئے گا که قاضی هر جگه اپنے اس علم پر بھی اکتفا نهیں کرسکتا غیر علمی اسباب و ذرائع سے حاصل هوا هو کیونکه منصب قضاوت ذاتی انتخاب اور بصیرت اور ایک جانبه مقام کا حامل نهیں هے بلکه واقعیت مطلق کی بنیاد پر معین هوا هے چنانچه کچھ روایات آیات کی بنیاد پر هے که حکم علم اور واقعیت کی بنیاد پر هونا چاهیے کیونکه کسی قسم کا شبه حکم کو اس کی صلاحیت سے دور کر دیتا هے.

(9- « و اَقلّهم تبرّماً بمراجعة الخصم»: فریقن نزاع کے رجوع کے وقت ناراضگی اور غصه کم از کم اور اثر انداز نه هو اور اصولی طور پر قاضی کی خستگی اور ناراضگی و غصه بھی اصل بھی اور بنیاد پر هو اصل قضاوت کے خلاف هے که انتهائی درجه اعتدال اور بے طرفی کے ساتھ صرف اور صرف حق کی بنیاد پر فیصله کرے اور (تبرم) خستگی اور ناراضگی کے معنی میں هے که فطراتاً غیظ آور هے یا کماز کم اس بات کا باعث هوگی که طرف نزاع اور اس کے مطالب کی جانب صحیح طور پر توجه نه دے اور غور سے نه سنے اس کا اور جمله « لا تمحکه الخصوم» کا فرق یه هے که وهاں پر دشمنی کا مثلث اسے غضبناک نه کرے اور یهاں پر طرف اختلاف کے خسته کر دینے والے مراجعات اسے خسته کرنے والے اور اس کے لئے غیظ آور نه هو.

(10- « واَصبرهم علی تکشف الاُمور»: اور ان سب میں قضاوت میں اصل مسائل اور امور کی تلاش میں زیاده حلیم و بردبار هو یهاں تک که ممکن حد میں حکم پوشیده طور پر اس کے لئے آشکار هو جائے اور اس کھ حکم میں تاخیر کر دے.

(11- « واصرمهم عند اتّضاح الحکم»: اور حکم آشکار هونے پر سب سے زیاده قاطع اور اٹل هو تا که کوئی خارجی کامل یا کوئی مقام و منصب یا موئی طاقت اُسے قطعی فیصله دیتے اور اس کے اجراء سے مانع نه هو.

تیز دھار شمشیر کی طرح قطعی حکم کو عملی کرے اور خدا کے سوا کسی سے خوفزده نه هو.

(12- « ممّن لا یزدهیه اطرءُ»: ایسا هو که کسی کی تعریف و توصیف اور بے خبر نه بنا دے اور اُسے (اپنی) تعریف کا بھوکا نه بنائے تعریف کرنے والوں کی تعریف اسے حق سے دور نه کرے اور باطل سے نزدیک نه کرے.

(13- « ولا یستمیلهُ إغراءُ»: ایسے حیله بازوں کا فریب کبھی ظالمانه فیصله نه کرے کوئی (ھوکه اور فریب اسے حق سے منحرف و گمراه نه کرے چنانچه وعید (دھمکیاں) اُسے خوفزده نه کریں اور وعدے بھی اسے گمراه نه کرنے پائیں. اور ایسے لوگ کم هیں ... اگرچه علما اور عادل افراد بهت هیں ... لیکن وه لوگ جو محکم اور اٹل پهاڑ کی طرح ان کی خواهشات کے سامنے ثابت قدم رهیں اور راه حق کے سوا کسی اور راه کے راهی نه هوں. اور جو کهیں حق کهیں اور حق کے سوا حکم نهیں کرتے اایسے لوگ بهت هی کم هیں ان کے علاوه افراد فیصله کرنے کی صلاحیت نهیں رکھتے. هم ملاحظه کرتے هیں که یه ساری 13 شرطیں بالاترین دقت، شجاعت، متاثر نه هوے.بردباری اور حق کا حکیمانه فیصله علم و عدالت کے میزان پر استوار هو. صرف علم کافی نهیں هے کیونکه ممکن هے علما(دھوکه کھا جائیں یا عدالت کے خلاف حکم کردیں اور صرف عدالت بھی کافی نهیں هے کیونکه بهت سارے عادل افراد عدالت کا گمان کر کے آنکھ بند کر کے جوم کر جائیں اور صرف علم و عدالت بھی کافی نهیں هے کیونکه حلم و بردباری، ثابت قدمی، استقامت، متاثر نه هونا، زیاده صبر و حوصله بالاخر وه تمام پسندیده صفات که حق کی بنیاد پر بهتر طریقه سے فیصله کر سکتا هے یه سب فیصله کے باب میں اعلی مرتبه میں ضروری هے.

آخر کار یه ساری 13 شرطیں کافی نهیں هیں که تین شرطیں مزید رهبر کے ذریعه عملی هوں.

1- « ثم أکثر تعاهد قضائه»: اس کے بعد اے مالک! اے رهبر! اے لیڈر! اے کمانڈر اور اے مصر کے صوبه دار ! قاضی شرع کے فیصله کی زیاده سے زیاده تحقیق اور جستجو کرو اسے تنها نه چھوڑ دو که ان تمام اوصاف کے باوجود لغزش کر جائے یا ناخواسته طور پر خطا کر جائے ، تم بھی سایه کی طرح اس کے فیصله پر نظارت رکھو یه نه کهو که قاضی جامع الشرائط هے پھر مجھ سے کیا مطلب،شاید تمهارے خیال اور تمهاری تشخیص کے بر خلاف اس میں بعض شرائط نه هوں یا خود منصب قضاوت اور کرسی فیصله نے اسے بدل ڈالا هو یه نه کهو که میں اسے کافی دنوں سے پهچانتا هوں، وه بے منصب مدت، منصب کے زمانه سے کافی فرق کرتی هے.« عند تقلّب الاحوال یعرف جواهر الرّجال»: حالات کے دگر گوں هونے پر کردوں کے ج.هر کھلتے هیں اس استصحابی اعتماد کو اپنے آپ سے دور کرو اور اصولی طور پر بهت سارے صاحبان کو عهده دار هونے پر خود سے بخود بنا دیتا هے نڈر افراد کو بزدل اور صاحبان انصاف کو فاسق بنا دیتا هے. ، اپنے زمانه کے بلند مقام مرجع دین، آیة الله محسن حکیم نے کها هے مرجع تقلید میں عدالت بنیادی شرط هے لیکن جب مرجعیت عامه کی مسند پر جلوه گر هوا میں کیا کهوں یهاں پر عدالت خود بخود ختم هو جاتی اس کا محفوظ رکھنا کافی دشوار هے یا کم هو جاتی هے. هاں اے رهبر! اے امام! اے مالک اشتر! تم اپنی تماتر مشغولیتوں کے باو جود اپنی حساس پوسٹ کے ساتھ شریعت کے قاضیوں کے ساتھ هم عهد رهو. ان کے فیصله کے ساتھ داومی عهد باز رهو ان سب کو اُن کے حال چھوڑ دو اور تمهاری یه دائمی نگرانی کم از کم قضاوت میں مشورتی هونا چاهیے که ایک قاضی صرف قاضی کے پاس نه جائے . کهیں ایسا نه هو که مقام قضاوت سے یا پھر کسی وجه سے جان بوجھ کر یا سهواً اسے باطل کی طرف جانا پڑے – ایسی صورت میں یه باطل تمهارے (رهبر) کے حسات میں هے که تم نے اسے انتخاب کیا هے اور آخر کار (دین) کے حساب میں که تم ملکی یا صوبائی پیمانه پر صف اول کے نمائنده هو.

قاضی شرع کی خطا اور اس سے بدتر ناحق حکم کرنے میں تعهد اکثر لوگوں کے نزدیک(دین) کے حساب میں خطا شمار هوگی اور انصاف کے طالب افراد بے عدالتی کا شکار هو جائیں گے اصل دین) تهمت اور بدگمانی کا نشانه بنے گا.

اے مالک! اگر تم شب و روز بیدار رهو اور گروهوں سے ملاقات کرتے رهو اس کے بعد بھی وقت ناکافی هے، کتنا اچھا هوگا که زیاده جو واجب هو اس کو ترجیح دو اور قضاوت کے معامله میں که اسلامی اچھی حکومت کا بنیاد اور اصلی محور هے، تم خود دخیل رهو... اور شریعت کے منصفوں کو ان کے حال پر نه چھوڑ دو که لوگوں پر شهنشاهی یا الوهیت کریں.

2 – « وَ افسح لهُ فیی البذل ما یزیل علّتهُ و تقل معه حاجته الی الناس»:

اور ایسے بذل و بخشش میں اتنا آزاد رکھو که هر قسم کے عذر و بهانه کا قلع قمع کردو اور لوگوں کی اسے کم از کم احتیاج ره جائے، ایسا نه هو که مال کی کمی یا پھر زیاده مال کی هو اسے بے راه روی اور گمراهی کا شکار بنا دے که فقر، کفر سے زیاده نزدیک هے . یهاں پرقاضی کی( حاجت کا کم هونا) نه (اس کی بے نیازی عنوان هوتی هے . کیوں؟ جبکه (ما یذیل علته) اخذ کرنے میں اس کے عذر و بهانه کو ختم کر دینا صرف اس سلسله میں هے که جب کلی طور پر لوگوں سے بے نیاز هو! نکته یهاں پر هے که انسان جتنا بھی دولت مند هو جائے اس کے بعد بھی مال کی زیادتی کی حرص و هوس اسے اکساتی رهتی هے پس کسی انسان کی بالکل سے اور بنیادی طور پر ضرورت پوری کرنا نا ممکن هے صرف اس کی معمولی اور عادی هی ضرورتیں پوری کی جاسکتی هیں که کسی سے زبردستی رقم اور رشوت لینے کی ضرورت نه ره جائے ، ایسے لوگوں کی کم سے کم ضرورت پڑے کیونکه ضرورت کی زندگی میں زیادتی اور اس کی کمی حرص و هوس اور زیاده طلبی کا سبب هے. البته نه هر شخص کے لئے بلکه اس قاضی کے لئے جس نے اس ممتاز شرط کو اپنے اندر جگه دی هے . لیکن دوسرے افراد! خواه ان کے پاس جتنی دولت هوگی ان کی ضرورت بھی زیاده سے زیاده اور حرص لا متناهی هے! اور تمهیں امید هے که مفت میں فیصله کرنے والا یا کم تنخواه لینے والا سو فیصد عدالت کی رعایت کرے، یه امید بهت هی بے جا هے وه 13 شرطیں روحانی اور مادی بیماریوں کو بر طرف کرتی هیں اور عطا میں توسیع مادی ضرورت کی بیماری کو نابود کر دے گی – یکسر حکم نه کرو که قاضی اُسی طرح سو فیصد حق فیصله کرے گا وه بھی تمهارے جیسا ایک بشر هے.

انصاف کی نازک پوسٹ میں ان تمام زحمتیں اٹھانے کے ساتھ ساتھ مالی اعتبار سے اس کی فکر بھی آسوده هو که کمی اور زیادتی قضاوت میں کمی اور زیاده کا سبب نه هو. قاضی کو فریقین نزاع سے هدیه کے عنوان سے بھی کوئی چیز قبول کرنے کا حق نهیں هے بلکه کسی ایک مدعی کے زیاده احترام کرنے کو بھی کچھ خیال نه کرے ، قاضی بھی ان دونوں سے برابر کا رویه رکھنے کا مطالبه کرے اور خود بھی ان دونوں کے ساتھ عادلانه اور منصفانه روش اختیار کرے خدا نه کرے شیطان اس کے درمیان فتنه کرے اور قاضی کا دل کسی ایک طرف موڑ دے.

امام مسلمین کی ذمه داری هے که جهاں تک عذر کو بر طرف کرسکے اس حد تک اس کی ضرورت کو بر طرف کر ے تا که اگر حق کے خلاف کوئی حکم صادر کرے تو کبھی معذور نه هو.

کتاب وسنت کی روشنی میں قاضی کا رشوت لینا حرام هے خواه حق حکم کے لئے کیوں نه هو- چه جائیکه باطل اور فیصله کرنے کے لئے هو یه دو پهلو حرام هے اور پهلی کی پهلو حامل هے.

3 - « وَاعطه من المنزله لدیک ما لا یطمع فیه غیره من خاصتک لیأمن بذلک اغتیال الرّجال له عندک»: اُسے صرف مالی هی لحاظ سے بے نیاز کرنے کی بات نهیں هے بلکه مقام و منصب کے لحاظ سے بھی اپنے نزدیک اس کو رتبه دو که تمهارے مقربین میں سے کوئی لالچ نه کر پائے که حکومتی لوگوں کی اور تیرے مقرب بارگاه کی تاثیر اور زبردستی سے محفوظ هو.

پس قاضی اس بنیاد پر اجرائی شخصیت کے لحاظ سے دوسری شخصیت هو که اُس پر صرف اور صرف رهبر اختیار رکھتا هو اور بس وه بھی نه زبردستی کا اختیار بلکه رسیدگی اور نظارت رکھتا هو- لیکن دوسرے افراد اُس پر اختیار رکھتے هوں کیونکه سب سے بلند مرتبه هے اور نه نظارت اس کی صلاحیت سب سے زیاده هے، هاں اگر احتیاطی نظارت اور دور اندیشانه اور مصلحانه نگرانی هو تو کوئی بات نهیں هے. جس طرح امت کے امام اور رهبر کو رهبری میں لچک نهیں هونی چاهیے کیونکه امت کے مقدارت کا مالک هوتا هے اسی طرح قاضی بھی دوسرے درجه کا ذمه دار مسؤل هے کیونکه فیصله سے متعلق مقدرات کا ذمه دار هے اور دونوں هی اپنی اپنی مسؤلیت کے لحاظ سے حاکم اور کمانڈر هے اور یهاں پر « اَعطه من المنزلة» حساب و کتاب کے بغیر بلند مقام کو جعل کرنے کے معنی میں نهیں هے بلکه قاضی شرع کے لئے اسلامی معیاروں پر جو بلند و بالا مقام لازم هے. اسے اسلامی حکومت میں قانونی هونا چاهیے ایسے لوگ موجود هیں جو تم سے زیاده لیاقت رکھتے هیں لیکن قانونی لحاظ سے ان کی شخصیت بهت معمولی هے. یهاں پر مالک اشتر کی ذمه داری هے که بلند و بالا شخصیت کو قانونی اور حکومتی اعتبار سے بھی بلند کریں.

تعمیری تنقیدیں، رهنمائیاں، نکته چینی اور مشورے سے فیصله کے امور میں ایسی چیزیں هیں جو اسلامی لحاظ سے ضروری اور لازم هے. اس طرح کی یاد دیانیاں صرف قاضی شرع یا حکومت کے کسی صاحب منصب کی نسبت هی ممنوع نهیں هیں ، بلکه بهت مناسب بھی هے- صرف زور و زبردستی هے جو ان سب کی روک تھام کرنے کے لئے امام امت کے بعد (کم از کم اپنے حدود فیصله میں) بالاترین حکومتی مقام کا حامل هو، که کوئی بھی منصب حق کے خلاف عمل کرنے اور حق کا حکم کرنے سے روکے نهیں (بالاترین شخصیت) (قاضی سے بالاترین طاقت) چارو ناچار قاضی کو باطل پر مجبور کرتی هے اور حق سے روکتی هے چنانچه رهبر دیگر مقامات کا تابع فرماں نه هو.کیونکه وه رهبر هے نه دوسروں کا تابع، قاضی شرع اور منصف کو بھی حاکم هونا چاهیے نه دیگر مقامات اور صاحبان منصب کا تابع فرماں، چنانچه شریعت کے ورود میں بطور مطلق رهبر کے لئے لازم هے ، شرعاً اور عقلاً رهبر کے بعد نسبی برتری قاضی کے لئے ایک ضرورت هے.

آخر کار مصر کے صوبه دار قاضی کی اُن تیره(13) شرطوں کی نسبت اور قاضی کے مقام میں یه تینوں مقام بهمیه جهت اور کلی طور پر غور و خوض کرنے پر مامور هیں« فا نظر فی ذلک نظراً بلیغاً فانّ هذا الدین قد کان اسیراً فیی ایدی الاشّرار یعمل بالهوی و تطلب به الدنیا»

اے مالک! جو کچھ میں نے تمهارے لئے شمار کی هیں اس کے بارے بالغ النظر رهو که یه دین کافی دنوں تک اوباش اور بد معاش لوگوں کے هاتھوں اسیر رها هے اور اُس میں نفسانی خواهشات کے اسیر اور غلام رهے هیں اور اس کے ذریعه دنیا کے طالب تھے...)

اے مالک! اس بالغ النظری سے فیصله کے معامله میں که حکومت کی حساس ترین پوسٹ هے که اُس اسیر شده دین کو قید و بند سے خارج کرو نه یه که بے دینوں کی قید سے نجات دو اور دینداروں کی قید میں بے دینوں سے بدتر دو چار کردو که دین کو دین کی تلوار سے قتل کرتے هیں ، علی کو ذوالفقار علی سے، قرآن کو آیات قرآن سے اور پیغمبر کی سنت کو سنت پیغمبر سے نا بود کرتے هیں که واحسرتا!.

اگر اسی اسلامی خلافت حقه میں بھی بے توجهی اور بد حالی هے تو وهی بهتر هے که قضاوت اور اس کے سارے امور بے دینوں کے هاتھوں میں هوا اگر دینداروں کے هاتھ میں اُسی طرح باقی هو تو دین کو مهلک اور خطر ناک نقصان پهنچے گا جس کی تلافی بھی ممکن نهیں هے. اگر ظالم حکومت کے دور کا قاضی حق کے خلاف حکم کرتا تھا تو اس نے صرف اُسی حکم کو ضائع کیا تھا لیکن (الهی) حکومت کے دور کے حاکم شرع حق کے خلاف حکم کردیا تو اس نے حق کو حق کی تلوار سے مارا اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت کو کلی طور پر دین سے بیزار کرتا هے.

اے مالک! ایسا نه هو که حسن ظن ، بے توجهی یا کسی اور جهت سے یا گناه سے برتر بهانوں سے اسیر شده دین کو خطر ناک ترین قید که هر گز نجات نهیں رکھتا، میں ڈال دو تو حکومت حقه الهیه سو فیصد اسلامی صاحبان حکومت سے ضروری حمایت(جیسا که میں نے شمار کیا) اگر تمهارے کام کے وسائل خراب هوں تو جلد بازی نه کرو .لوهے کی داڈ کی جگه مسجد بنانے کے لئے بوسیده اور سڑی گلی لکڑیوں کا استعمال نه کرو اس بهانه سے که ابھی راڈ مسیّر نهیں هے ایسا نه هو که نمازی حضرات مسجد کے ملبے کے نیچے دب کر مر جائیں. حکومت حاصل کرنے کے بعد معروف شخصیات کی پھر سے تحقیق کرو کیونکه نه وه گذشته شناخت کافی هے اور نه هی اگر کافی هے بھی تو موجوده حکومت کے لئے کفایت نهیں کرتی – بار بار یاد دلا رها هوں اے مالک! بهت دقت سے کام لو کیونکه یه دین مدتوں بد معاش بے دین کے هاتھوں اسیر رها هے. ایسا نه هو که شر پسندوں کے قید سے خطر ناک ترین قید میں گر پڑے که واولا.

اے مالک! یه سچ هے کا کام زیاده هو چکا هے، کم دنوں میں کافی ترقی هو چکی هے، خلافت چور کی اساس ویران هو چکی هے، شراب فروشی اور بادۀ نوشی آشکار نهیں هے لیکن شراب کی مستی سے بدتر مقام کی مستی هے ایسا نه هو که تمهارے بعض کار گذار اور سر کاری لوگ شراب نه پی کر بھی مست کردیں اور اپنی بد مستی کو اسلام کے حساب میں ڈال دیں، حاکم شرع کتاب اور سنت کے خلاف حکم دیدیں اور تنقید کرنے والوں کو مفسد فی الارض اور مرتد شمار کرلے بعض کمیونسٹ اقتصادی گروپ تم کو ان کے اور اُن کے اموال کو هڑپ کر جائے... اگرچه امامت فریاد کرے تو کوئی سننے والا نهیں هو گا، یهاں تک که اُسے دھمکی بھی دے اگر یه روش جاری رهے جو کچھ بھی اور جسے بھی دیا هے ، اُسے واپس لے لوں گا. ( چنانچه مرحوم آیة الله خمینی مرحوم نے بار بار فرمایا هے) چنانچه مرکز فیصله کی اصلاح ایک اسلامی ملک اصلاحی قدم هے اس میں نظر انداز کرنا خطر ناک ترین فساد کا باعث هے چنانچه نا اهل قاضیوں کے بارے میں امیر المؤمنین(ع) فرماتے هیں:

« إنّ أبغض الخلائق إلى اللّه رجلان: رجل وكله اللّه إلى نفسه فهو جائر عن قصد السّبيل، مشغوف بكلام بدعة، و دعاء ضلالة، فهو فتنة لمن افتتن به، ضال عن هدى من كان قبله، مضلّ لمن اقتدى به في حياته و بعد وفاته، حمّال خطايا غيره، رهن بخطيئته. و رجل قمش جهلا موضع في جهّال الأمّة عاد في أغباش الفتنة، عم بما في عقد الهدنة قد سمّاه أشباه النّاس عالما و ليس به، بكّر فاستكثر من جمع ما قلّ منه خير ممّا كثر، حتّى إذا ارتوى من آجن، و اكتنز من غير طائل، جلس بين النّاس قاضيا ضامنا لتخليص ما التبس على غيره، فإن نزلت به إحدى المبهمات هيّأ لها حشوا رثّا من رأيه، ثمّ قطع به، فهو من لبس الشّبهات في مثل نسج العنكبوت: لا يدرى أصاب أم أخطأ: فإن أصاب خاف أن يكون قد أخطأ، و إن أخطأ رجا أن يكون قد أصاب، جاهل خبّاط جهالات عاش ركّاب عشوات لم يعضّ على العلم بضرس قاطع يذرى الرّوايات إذراء الرّيح الهشيم لا ملي‏ء و اللّه بإصدار ما ورد عليه، و لا هو أهل لما فوّض إليه لا يحسب العلم‏

في شي‏ء ممّا أنكره، و لا يرى أنّ من وراء ما بلغ مذهبا لغيره، و إن أظلم أمر اكتتم به لما يعلم من جهل نفسه، تصرخ من جور قضائه الدّماء، و تعجّ منه المواريث إلى اللّه أشكو من معشر يعيشون جهّالا، و يموتون ضلّالا ليس فيهم سلعة أبور من الكتاب إذا تلى حقّ تلاوته، و لا سلعة أنفق بيعا و لا أغلى ثمنا من الكتاب إذا حرّف عن مواضعه، و لا عندهم أنكر من المعروف، و لا أعرف من المنكر» خدا کے نزدیک مبغوض ترین دو طرح کے افراد هیں: ایک وه شخص جس کو اس کے اوپر چھوڑ دیا هو ( کیونکه اس کے اندر هدایت کی امید نهیں هے) که راه خدا کو طے کرنے میں فیصله کرنے میں که وه ظالم گمراه تھے که اس نے بدعت آمیز اور گمراه باتوں سے اپنے آپ کو خوش کئے هوا هے، جس نے بھی اس سے دھوکه کھایا هے فتنه اور آشوب هے. سابق رهبروں کی راه سے بھٹک گیا هے، جو بھی اس کر زندگی میں اس کی پیروی کرے یا اس کے مرنے کے بعد اس کا اتباع کرے وه (اتباع) گمراه کرنے والا هے اور دوسروں کے گماهوں کا بوجھ اٹھانے والا هے اور اپنی خطا میں گرفتار نا دانی کا شکار هے اور جاهلوں کے درمیان اپنی پوزیشن رکھتا هے- فتنه و فساد سے مقابله کرنے میں ظالم هے ، معاهده صلح میں غور و فکر کرنے سے اندھا هے جو لوگ، عوام مشابه هیں انهیں دانشور کهتے هیں لیکن جاهل هیں تیزی سے سر اٹھا کر زیاده سے زیاده جمع کر لیتے هیں ( خواه مال هو خواه مقام و منصب) اس کے لئے جتنا کم سے کم هو لیکن اُس میں اضافه هو جائے تو بهتر هے تاکه گنده پانی سے سیراب هو اور نا گهاں خزانه و موٹی رقم حاصل کرنے اور لوگوں کے درمیان مسند قضاوت پر مسند نشین هو جائے تا که جو کچھ دوسروں کے لئے مشتبه هے سے نجات پائے.

اگر اسے کسی پوشیده قضیه اور واقعه کا سامنا هو تو اپنی رای سے بد بو دار حاشیه بنا کر گھن گرج کے ساتھ فیصله کرے گا، شبهوں سے ٹکرانے میں مکڑی کے جالے کی طرح هے.(جتنا بھی لپٹے گا اپنے ارد گرد هی لپٹے گا اور شبه کی پیچیدگی میں اضافه کر دے گا) اسے معلوم بھی نهیں هے که اُس نے صحیح کیا یا غلط اگر اس نے صحیح کیا هے تو خطا کا خطره محسوس کرتا هے اور اگر غلط کیا هے تو اس کے صحیح هونے کا امیدوار هے. نادان هے اور دیوانه کی طرح جهالت میں غوط لگا رها هے، اندھا هے اور اندھے پن میں گمراهیوں کا سوار، یقیناً اُس نے علم پر بھروسه نهیں کیا هے ابھی بھی اپنی رائ میں یقین کو جگه نهیں دی اور نه دے سکتا هے) روایات کو تند تند هوا کی طرح تتر بتر کر دیتا هے اور بکھیر کر رکھ دیتا هے نه تو خود علم سے مالا مال هے که جس کا بھی اسے سامنا هوتا هے تو صحیح طریقه سے اسے صادر کرے (شبه بر طرف کر کے اختلاف کا فیصله کرے) اور نه هی جس مقام پر فائز هے اس کا اهل هے – جو کچھ وه نهیں سمجھتا یا نهیں جانتا اور انکار کرے اس کا علم نهیں رکھتا اور جو کچھ اُس نے خود سمجھ لیا هے وه دوسروں کی سمجھ کو درست نهیں مانتا، اگر کسی چیز کے بارے میں نهیں جانتا اور اس سلسله میں وه تاریکی میں هوتا هے تو اس کی پرده پوشی کرتا هے (کهیں لوگ اسے جاهل اور سرگرداں نه سمجھ لیں) کیونکه وه اپنی جهالت سے بخوبی واقف هے« تضرخ من جور قضائه الدّماءُ»: مظلوموں کے خون اس کے فیصله کے ظلم سے فریاد کرتے هیں « و تعجُّ منه المواریثُ»:زیر و زبر شده میراث اس سے گله کرتی اور اُس پر آنسو بهاتی.

هم خدا سے اُس گروه کی شکایت کر یں گے جو جهالت اور نادانی میں زندگی گذارتا هے نیز گمراه اور گمراه کرتا هوا مر جاتا هے. ان کے پاس فروخت کرنے کے لئے قرآن زیاده کوئی نا چیز پونچی نهیں هے، اگر اس کی صحیح طور پر پیروی کی جائے اور اُس قرآن سے گراں تر نهیں که اس کے اهداف و مقاصد میں تحریف هو جائے( قرآن اپنے معنی میں ارزاں هے اور ان کی مرضی کے معنی گراں هے) ان کے نزدیک نیکی سے زیاده بری اور ناپسندیده چیز کوئی نهیں اسی طرح منکر اور برائی سے بهتر کوئی چیز نهیں هے .

یه شریعت کے منصف حضرات اور حکّام! که امیر المؤمنین اُن سے ناله هیں، وه صرف اهلسنت کے قاضی نهیں هیں که اُن میں سے بعض اپنے مذهبی نظریه کے مطابق کتاب اور سنت کے معیاروں اور علم و عدالت کی بنیاد پر فیصله کرتے هیں. بلکه آپ قاضی سے شکوه کر رهے هیں خواه سنی هو یا شیعه ( که یه اُس سے بدتر هے ) یه جو خود کو علوی شیعه کهتا هے اور علی(ع) کے حکم کے خلاف فیصله کرتا هے اس کا خطره دیگر قاضیوں اور منصفوں سے کهیں زیاده هے – بلکه اس سے مراد هر ( شرعی حاکم) هے جو شرعی معیاروں کے خلاف فیصله پر بیٹھ کر کتاب اور سنت کے خلاف حکم کرتا اور فیصله سناتا هے – خواه سنی هو یا شیعه دوسری جگه پر ظالم قاضیوں کے ضد و نقیض فیصلوں کے بارے میں فرماتے هیں

«ترد على أحدهم القضيّة في حكم من الأحكام فيحكم فيها برأيه، ثمّ ترد تلك القضيّة بعينها على غيره فيحكم فيها بخلافه، ثمّ يجتمع القضاة بذلك عند الإمام الّذى استقضاهم فيصوّب آراءهم جميعا، و إلههم واحد و نبيّهم واحد و كتابهم واحد أ فأمرهم اللّه تعالى بالاختلاف فأطاعوه أم نهاهم عنه فعصوه أم أنزل اللّه دينا ناقصا فاستعان بهم على إتمامه أم كانوا شركاءه فلهم أن يقولوا و عليه أن يرضى أم أنزل اللّه سبحانه تعالی‏دينا تامّا فقصّر الرّسول صلّى اللّه عليه و آله و سلّم عن تبليغه و أدائه، و اللّه سبحانه يقول: (وَ ما مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ) و قال: (وَ يَوْمَ نَبْعَثُ) و ذكر أنّ الكتاب يصدّق بعضه بعضا، و أنّه لا اختلاف فيه فقال سبحانه: (وَ لَوْ كانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلافاً كَثِيراً). و إنّ القرآن ظاهره أنيق و باطنه عميق، لا تفنى عجائبه، و لا تنقضي غرائبه و لا تكشف الظّلمات إلّا به»انهیں نا اهل اور ناب کار حاکم اور منصف کے سامنے کسی حکم سے متعلق واقعه پیش کرتا هے اور وه اپنی مرض کے مطابق حکم صادر کرتا هے هوبهو اُسی ظالمانه واقعه تک پهونچ جاتا هے اور اُس کے خلاف ایک دوسرا حکم کرتا هے – اس کے بعد ایک دوسرے کے مخالف منصف حضرات اُس کے امام کے پاس جمع هوتے هیں جس نے انهیں فیصله کے منصب کے لئے انتخاب کیا هے – اور اُس نے سب کے آرا کو منظوری دی هے اور سارے مسائل کی تائید کرتا هے . جبکه سب کا خدا، پیغمبر اور سب کی کتاب بھی ایک هی هے- کیا ان کے خدا نے اختلاف اور نزاع کا حکم دیا هے که لوگوں نے اس کے حکم کا اتباع کیا هں؟ یا اس کے نزاع اور اختلاف نهیں کی هے ( که ان تناقضات سے مدد کریں) یا یه لوگ صف اول کے خدا کے نزدیک هیں که جو چاهیں کهدیں اور خدا بھی بے چون و چرا ان کی بات مان لے یا پھر اُس نے کامل دین بھیجا هے لیکن پیغمبر نے اس کے پونچا نے میں کوتاهی کر دی هے جبکه خدا قرآن میں فرماتا هے : ( هم نے کتاب میں هر گز کوتاهی نهیں کی هے ) اور ارشاد هوتا هے ( اس میں هر چیز کا بیان هے) اور اس بات کی یاد آوری کی هے که آیات قرانی ایک دوسرے کی تصدیق کریں اور اس میں کبھی کوئی اختلاف نهیں هے چنانچه ارشاد هوتا هے: اگر یه قرآن خدا کے علاوه کی طرف سے هوتا تو اُس میں بهت اختلاف پاتے) یه قرآن حقیقت میں اس کا ظاهر رواں اور ساده اور اس کا باطن عمیق اور سنگین هے اس کے عجائبات فنا هو جانے والے هیں اور تاریکیاں صرف اور صرف اسی کے ذریعه چھٹیں گی)

نا اهل اور نالائق قاضیوں کا حال اس درجه خطرناک اور مهلک هے که بعض احادیث کی روشنی میں ان کے ساتھ رفت و آمد رکھنا، اٹھنا اور بیٹھنا بھی خطره کا باعث هے جیسا که محمد بن مسلم فرماتے هیں : (حضرت امام محمد باقر(ع) کا میرے پاس سے گذر هوا اس وقت میں مدینه کے قاضی کے پاس بیٹھا هوا تھا جب آنے والی صبح کو میں ان کی خدمت میں پهونچا تو آپ نے فرمایا : یه کیسی بزم تھی جو کل میں نے دیکھی؟ میں نے کها: میں آپ پر قربان جاؤں! یه قاضی میرا احترام کرتا هے لهذا میں کبھی کبھی اس کے پاس بیٹھ جاتا هوں.فرمایا: تم کهاں سے محفوظ ره جاؤگے جب خدا کی لعنت برسے گی اور تم کو شامل نهیں هو گی – (کلینی اور شیخ نے صحیح کے مانند قوی سند کے ساتھ اس خبر کو نقل کیا هے.)

هم ملاحظه کرتے هیں که محمد بن مسلم جیسے دانشور کا قاضی جور کے ساتھ نشت و برخاست بھی حرام هے ، جبکهآپ کی نظر میں اس نشت سے ان کی مدد کرنا نهیں تھا بلکه کبھی ایسا بھی هوتا هے تقیه یا کوئی مصلحت نے اسے اس پر مجبور کیا هے اس خبر سے یه اندازه هوتا هے که ظالم قاضیوں کے پاس رفت و آمد اور نشت و برخاست نه از روئے تقیه قابل قبول هے اور نه هی کسی مصلحت کے عنوان سے !( سوائے ارشادی صورت کے)

کیا قاضی فیصله کرنے میں اپنے علم پر اکتفا کر سکتا هے؟ خواه شهادت اور قسم جیسے شرعی ادله اس کی تائید کریں یا نه کرے ، یا صرف وه معین شرعی ادله هیں جو حکم کا مستند قرار پاسکتے هیں خواه قاضی ان راهوں یا اس کے علاوه راهوں سے علم حاصل کرتے یا نه کرے. بلکه اگر ان ادله کے خلاف علم رکھتا هو یا یه که دونوں شرطیں هوں که قاضی بھی علم حاصل کرے اور شرعی دلیلیں بھی اس علم کے مطابق هوں؟.

بیشک شهادت(گواهی) قسم اور اس کے مانند قضاوت اور فیصله کے باب میے حکم کے وسائل میں سے هیں، یه سب نه یه که طریقت رکھتے هیں اور نه هی صرف موضوعیت تمام راهوں کے درمیان اثبات اور نفی کا راسته یهی هیں اس شرط کے ساتھ که اس کے خلاف کوئی واضح دلیل نه هو جیسے یه که قاضی خود موضوع نزاع کے مسئله میں حاضر هو اور واضح طور پر معلوم هو گیا که حق شاهد اور قسم کے خلاف هے که یهاں پر شاهد اور قسم ایک مخصوص راه کے سوا کچھ نهیں هے – درجه اعتبار سے ساقط هو کر دوسرا حکم نافذ هوگا. پس یه ادله نصف طریقت رکھتے هیں اور نصف موضوعیت که فیصله کرنے میں اثبات و نفی کی ظاهری راه هیں نه ظن اور گمان کی دوسری راهیں جب تک ان کے خلاف کوئی قطعی دلیل نه هو تو فیصله کی بنیاد صرف اور صرف انهیں پر هوگی اور بس. هاں اگر قاضی اپنی آنکھوں سے یقین اور قطع کے ساتھ ان کے خلاف جانتا هو که فطری طور پر وه سب بے کار هو جائیں گی اگرچه خود اس کا حکم بھی بنیاد نه بن سکے.

یه آیات و روایات فیصله اور قاضی شرع کے سلبی اور ایجابی صفات کی نفی و اثبات میں هیں که اسلامی حومت میں ضروری هں اور اس کی حد درجه چھان بین کی جائے اور اسلامی فیصلوں کے سلسله میں سهیل انگاری اسلامی معاشره کو اسیر کرنا اور طاغوت کے قید خانه سے اُس سے بد تر دیگر قید خانه میں منتقل کرنا هے.

هم یهاں پر علی(ع) کے مالک اشتر کو دئیے جانے والے آخری قضائی فرمان کی وضاحت کریں گے.

اے مالک! فیصله اور منصفوں(ججوں) کے سلسله میں دقت سے کام لو کیونکه یه دین کافی عرصه تک نابکار افراد کے هاتھوں اسیر رها هے، ایسا نه هو که تمهارے هاتھ بھی اسیر هو جائے ، دینداری کے نقاب میں اسیری ظاهر هو که واویلا هے، اگر دین، دین کے خلاف، اسلام، اسلام کے خلاف اور عدالت اس کے خلاف استعمال هو تو کمزور ایمان والوں کو بے ایمان اور مومنین کے ایمان کو کمزور بنا دے گی – سرعی قاضی باطنی اور ظاهری دونوں لحاظ سے فریقین کے درمیان مساوات اور برابری کا لحاظ کرے. اب هم قاضیوں کے شرائط اور قوانین بیان کر رهے هیں.

علم قاضی اور حکم کی ساری دلیلیں

علم کا پهلا حصه که احکام میں اجتهاد هے، فیصله کے وقت(اولی) احوط)، اظهر) اور (اقوای) کهدینا کافی نهیں هے بلکه قاضی حکم کویقین سے جانتا هو تا که شرائط کے ساتھ فیصله کا مستند قرار دے سکے« ولم یعضُّ علی العلم بضرسٍ قاطع» اسی شرط کو بیان کر رهی هے که اس کا اجتهاد یقینی هو - اس معنی میں که دلیلوں کے لحاظ سے یقین رکھتا هو نه واقعیت مطلق کیونکه واقعیت مطلق تک سو فیصد رسائی غیر معصوم کے لئے ممکن نهیں هے اگرچه ظاهری تکلیف میے یقین ممکن هے کم ازکم ایسا یقین جو احتیاط سے حاصل هوتا هے. اس پهلے بعد میں بھی صرف قاضی کے نظریه میے یقین کافی نهیں هے خواه اجتهاد کی بنیاد پر هو یا تقلید کی اگر قاضی کے خلاف هو تو ایسے مورد میں قاضی اُس ذمه داری کے خلاف بنیاد پر حکم نهیں کرسکتا.

جیسا که امر بالمعروف و نهی از منکر کے باب میں جیسے امر یا نهی کی جارهی هے ،اس کو معروف اور سمرائی کی پهچان هونی چاهیے تو صرف امر ونهی کرنے والے کی نظر میں کیونکه اگر منع کئے جانے والے شخص کی نظر میں کوئی کام حرام نهیں هے لیکن حکم کرنے والے کی نظر میں حرام هے تو وه روکنے کا حق نهیں رکھتا – قضاوت کے باب میں اگر طرفین اختلاف یا کوئی ایک عقد نکاح میں غیر عربی صیغه کو کافی جانے اور ایسی بنیاد پر ازدواج کرے اور نزاع و اختلاف قاضی کے پاس جائے تو اگر قاضی عربی صیغه کو شرط بھی جانتا هو پھر بھی اسے یه حق نهیں که تکلیف اور ان کی نظر کے خلاف حکم کرے.

یهاں پر اگر دونں هی فریق قاضی کے نظریه کے مخالف هوں تو واضح هے لیکن ایک موافق اور ایک مخالف هو تو قاضی اپنے نظریه کے مطابق اس موافق کے نظریه کے لحاظ سے فیصله سنائے گا.

لیکن جس کا نظریه قاضی کے نظریه کے خلاف هے اس کی تکلیف کے خلاف اسے فیصله سنانے کا حق نهیں هے – مثال کے طور پر لڑکی اور لڑکا کے باپ کی اجازت کے بغیر شادی کرلیں اور اُن میں سے ایک کے نظریه کے مطابق باپ کی اجازت شرط هے اور دوسرے کے مطابق شرط نهیں هے تو قاضی بھی یا اول کے نظریه کے موافق هے یا دوسرے کے تو یهاں پر هر ایک کے حق میں خود اس کے نظریه کی بنیاد پر فیصله کرنا چاهیے جیسا که امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کے باب میں بھی ایسا هی هے.

اگر طرفین نزاع اجتهاد اور تقلید سے خالی هیں اور ان کے متنازع فیه کے حکم میں اختلاف هے تو یهاں پر بھی اپنے نظریه کے مطابق قاضی فیصله نهیں دے سکتا بلکه ایسے مورد اتفاق یا احتیاط کے مطابق فیصله کرنا چاهیے – مثلاً کنواری کی ولایت کے مسئله میں لڑکا اور لڑکی نے اجتهاد یا تقلید کے بغیر ولی کی اجازت کے بغیر شادی کر لی اور قاضی کی نظر میں ولی کی اجازت شرط هے یهاں پر بھی قاضی اپنے نظریه کے مطابق ان دونوں کے خلاف فیصله کر سکتا کیونکه حکم اجتماعی (اتفاقی) اور قطعی نهیں هے اور وه لوگ بھی مجرم نهیں هیں. بالاخر قاضی کا اجتهاد اُس وقت حکم اور فیصله کی بنیاد بن سکتا هے که جب ان کے درمیان کوئی اختلاف نه هو یا کم از کم طرفین نزاع کی تقلید یا ان کے اجتهاد کے مطابق هو ، ان دو صورتوں کے علاوه اپنے اجتهاد کی روشنی میں کوئی حکم صادر نهیں کرسکتا.

راه سے یا دیگر طریقوں سے جو ان دلیلوں کے موافق هو ، علم حاصل کرے که حق کے ساتھ هے . جیسا که ھشام کی حضرت امام جعفر صادق(ع) سے صحیح میں رسول خدا(ص) سے مروی هے که آپ نے فرمایا: « اِنما اَقضی بینکم بالبینات والاَیمان و بعضکم اَلحن بحجتهِ من بعضٍ. . .» میں تمهارے درمیان صرف اور صرف دلیلوں اور ققسموں کی روشنی میں فیصله کرتا هوں . صرف ایک مورد که قاضی ان دلیلوں کے خلاف علم رکھتا هے . استثناء هے اور باقی سارے موارد انهیں حدود میں محدود هیں که ان میں سے ایک قاضی کا علم هے.

اب دیکھنا یه هے که علم قاضی کے ساتھ یه دلیلیں خواه کسی طریق سے هوں کیا حکم قطعی کا مستند بن سکتی هیں – شهادت کے بارے میں روایات ذکر هوئی هیں اور جهاں تک آیات شهادت سے مطابقت کرتی هیں ، قابل قبول هیں.

سوره ظلاق کی دوسری آیت میں طلاق اور عده رجعیه میں رجوع کے سلسله میں دو عادل کی گواهی کو واجب جانتے هو ئے فرماتا هے: « اَو فارقو هنّ بمعروفٍ وَأشهدوا ذوی عدلٍ منکم وأقیمو الشهادة لله. . .»یا اُن سے حُسن سلوک اور نیکی کے ساتھ کناره اور جدائی اختیار کرو اور اپنے اوپر دو عادل شخص کو گواه بناؤ اور اسی گواه کو خدا کے لئے قائم رکھو که وقت پڑنے پر اس طلاق پر گواه هو سکیں.

ای آیت کی روشنی میں طلاق پر گواهی کے لحاظ سے ( کسی ایک کے یا دونوں کے طلاق کا انکار کرنے پر) صرف اور صرف دو عادل کرد کی گواهی حکم شرعی کا مستند بن سکتی هے اور بس – فطری هے که شهادت صرف نفی یا اثبات کا علم نه هونے کے سلسله میں هوتی هے لیکن اگر حاکم شرع خود طلاق کے وقت موجود رها هو اور دو عادل گواهوں کو نه دیکھا هو تو یهاں پر بھی دو گواه کی گواهی علم کے خلاف حکم کا مستند بن سکتی هے؟ هر گز نهیں، مگر یه دعوی کیا جائے که جس مجلس میے قاضی موجود تھے وه طلاق کی مجلس نهیں تھی تو پھر قاضی کا علم خود بخود منتفی هو جائے گا.دَین(قرض) کے سلسله میں هم سوره بقره کی آیت 282 میں ملاحظ کرتے هیں وَ لْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كاتِبٌ بِالْعَدْل‏ . . . وَ اسْتَشْهِدُوا شَهيدَيْنِ مِنْ رِجالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَ امْرَأَتانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَداءِ . . .»

یقیناً اس دین کا تمهارے درمیان ایک لکھنے والا عدالت کے ساتھ لکھے ... اور اپنے مردوں میں سے دو کو اس پر گواه بناؤ اگر دو مر نه هوں تو پھر ایک مرد و عورت ایسے گواه هوں جس پر تم لوگ راضی هو...)

لیکن جهاں پر ناموس اور کوئی جنسی مسئله هے، وهاں پر صرف اور صرف چار عادل مرد کی گواهی هے ، اور جهاں پر مال کا مسئله هے اگر ممکن هو تو صرف وهی دو عادل مرد ورنه ایک عادل مرد اور دو عادله عورتیں.

ان دونوں سے اهم زنا ثابت کرنے کے لئے صرف اور صرف چار مرد کی گواهی حکم کی بنیاد قرار پائے گی ، جیسا که سوره نسأ کی 15 رویں آیت میں هم پڑھتے هیں«وَ اللاَّتي‏ يَأْتينَ الْفاحِشَةَ مِنْ نِسائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُم‏ . . .»

یهاں پر نه عورتوں کی گنجائش هے اور نه هی چار مردوں سے کم کافی هے. نیز آیه کریمه124 میں هے «لو لا جاء واعلیه باربعة شهداء فاذلم توابا لشهداء فاولئک عند الله هم الکاذبون»: کیوں اس (زنا) پر چار گواه پیش نهیں کئے چونکه ان لوگوں نے چار گواه پیش نهیں کئے پس یه لوگ (بھی) خدا کے نزدیک (چھوٹے هیں)

وصیت پر شهادت کے سلسله میں بھی سوره مائده کی 106آیت میں ارشاد هوتا هے« يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا شَهادَةُ بَيْنِكُمْ إِذا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حينَ الْوَصِيَّةِ اثْنانِ ذَوا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصابَتْكُمْ مُصيبَةُ الْمَوْت‏ . . .»

آگاه اے مومنین! تمهارے درمیان ترجمه از اردو قرآن سے)

نیز مسلم عادل کی گواهی اُس وقت جائز هے جب دو مسلمان عادل موجود نه هوں ) قانونی اور بنیادی طور پر عدالت ، شهادت کی اصلی شرط هے اگرچه غیر مسلم عادل هو که اپنے دین میں عادل اور امانت دار هے.

تمام موارد میں بھی عموماً دو شاهد کافی هیں اور کبھی کبھی صرف عادل عورتوں کی گواهی ان موارد میں که صرف عورت دے سکتی هے جیسے بکارت (کنوارن) اور عدم بکارت پر گواهی اور اس کے مانند جیسا که محمد بن فضیل کی حضرت امام رضا(ع) سے معتبر خبر میں مذکور هے که میں نے آپ سے عورتوں کی گواهی کے بارے میں سوال کیا نکاح، طلاق اور سنگسار کرنے میں ان کی گواهی صحیح هے؟ آپ نے فرمایا: عورتوں کی گواهی اُن چیزوں میں جهاں مردوں کی رسائی نهیں هے اسی طرح نکاح میں اگر ان کے ساتھ مرد بھی هو تو صحیح هے، لیکن طلاق اور خون میں جائز نهیں هے اور زنا کی حد میں بھی اگر تین مر د اور دو عورت هو یا دو مرد اور چار عورتیں هوں، جائز نهیں هے .

یهاں پر یونس بن عبد الرحمن کی صحیح روایت میں حضرت امام صادق(ع) سے مذکور هے : « قال سألته عن البیتة إذا أقیمت علی الحق أیحل للقاضی أن یقضی بقول البینة فقال علیه السلام خمسة اشیاء یجب علی الناس الأخذ فیها بظا هر الحکم الولایاتُ والمناکح والذبایحُ والشهادات والأنساب، فإذا کان ظاهر الرّجل مأموناً جازت شهادته ولا یُسأل عن باطنه» یه خبر متواتر اور تمام اهل حدیث کے نزدیک مورد قبول هے.

میں نے .... اور شهادت کے بارے میں آنحضرت سے سوال کیا که اگر بیّنه بر حق قائم هو تو قاضی شرح کے لئے اس کے مطابق فیصله دینا جائز هے؟ آپ نے فرمایا: پانچ چیزوں میں لوگوں پر اس کے ظاهر کے مطابق فیصله کرنا واجب هے: ولایتوں(باب،دادا اور دیگر شرعی ولاة) شادیوں میں( که عموماً شاهد کے بغیر هے ) میں که مسلمانوں کے هاتھوں یا مسلمانوں کے بازار میں انجام پایا هو تو ان کی حلیت کا حکم کرنا چاهیے – شهادتوں اور انساب میں اگر کوئی شخص کا ظاهر مطمئن اور بے داغ هو تو اس کی گواهی صحیح هے اور اس کے باطن کے بارے میے سوال نهیں کر کے. ظاهر کی دوستگی سے مراد صرف ظاهر الصلاح هونا نهیں هے بلکه اس کی رفتار ، گفتار اور اس کے کردار سے ایسا ظاهر هو که وه دل هے اور پھر اس کے باطن کے بارے میں سوال نهیں کرنا چاهیے.

اگر قاضی شرع شهادت ، قسم اور اس کے مانند چیزوں کی بنیاد پر علم حاصل کرے بشرطیکه خوش باور اور زودیقین کرنے والا نه هو تو ایسا علم تمام گذشته 13 شرطوں کی رعایت کے ساتھ( جنسی جرائم کے علاوه که صرف اور صرف شهادت سے متعلق هے) حکم شرعی کی بنیاد بن سکتا هے.اور اگر علم بھی حاصل نه هو اور فیصله کرنے کے لئے شهادت اور اس کے مانند کوئی چاره نهیں هے – اور اس حکم میں کوئی شبه اور خدشه نهیں هے.

اور زیاده غور و خوض اور جستجو و کوشش بھی کوئی زیاده اثر نهیں رکھتی – طبعا انهیں شرعی معیاروں کے مطابق حکم کریں لیکن اس کے اجرأ کرنے میں جلد بازی نه کریں. اس بغیر شاید کوئی واقعه پیش آجائے یه حکم نقض هو جاتا هے... با لا خر ممکن حد تک تاخیر اور احتیاط ضروری هے. شاهد کی عدالت کا معیار قید روایات میں ذکر هوا هے که ان سب میں مفصل ترین روایت عبد الله بن یعفور کی صحیحه هے. که حضرت امام صادق (ع) سے میں نے سوال کیا که مسلمانوں کے درمیان عدالت کی کیسے شناخت هوتی هے؟ تا که مسلمانوں کی موافقت یا ان کے خلاف عادل شاهد قابل قبول هو؟ آپ نے فرمایا: شخص کو عیوب و عفت کی پوشش، شکم، شرمگاه، هاتھ ، پاؤں اور زبان کے اجتناب نیز گناهان کبیره سے پرهیز کے ذریعه که ص17 پر عذاب کا وعده کیا هے جیسے شراب، چوری، زنا، سود خوری، حقوق والدین، جنگ سے فرار و غیره جیسے صفات عدالت کا نظریه هے ( که طبعاً غیر معصوم بے عیب نهیں هے اور اپنے عیوب کو ڈھانپا ضروری هے) تا که مسلمانوں پر خفیه عیوب کو فاش کرنا حرام هے. نیز اس کی لغزشوں اور عیوب کو فاش کرنا اس کی جستجو کرنا حرام هے بلکه تزکیه اور مساوات کرنا واجب هے تا که اپنی عدالت لوگوں کے درمیان آشکار کریں.

اسے روزانه کی پنجگانه نمازوں میں پابند هونا چاهیے اور اس کی پابندی کرنی چاهیے ،نماز کے اوقات میں مسلمانوں کی جماعت میں ضرور شرکت کرے اور عذر و دلیل کے بغیر حمایت کو ترک نه کرے.

اگر پنجگانه نمازوں میں اس طرح پابندی کا اظهار کرے اور اس کے بارے میے اگر محله اور قبیله والوں سے سوال کرے تو لوگ یه جواب دیں که میں نے اسے خیر میں مشغول اور نماز کی پابندی کرتے دیکھا هے . یه وه اسباب هیں جو اس کی مسلمانوں کے درمیان گواهی کو نافذ کرتے اور اس کی عدالت کو ثابت کرتے هیں...»

بهر صورت عدالت کی شناخت صرف اور صرف اس بنیاد پر هے نهیں هے که وه مسلمان هے اور مسلمان کو قاعدتاً عادل هونا چاهیے ، نهیں ! بسا اوقات مسلمانوں کی لا دینی غیر مسلموں سے زیاده هے یعنی مسلمان، غیر مسلموں سے زیاده اسلام مخالف افعال انجام دیتے هیں.

تمهیں اس کی آنکھ زبان ، رفتار، معاشرت، نماز اور اس کے تمام واقعات پر نظر رکھو تا که اس کی عدالت کی گواهی دے سکو. وه بھی ایسی عدالت که جو گواهی میں لازم هے ، صرف امام کی عدالت کی بات نهیں هے که اس کی بے عدالتی خطره نهیں هے ، اس عدالت کی بات هے جو مسلمان کی جان ، مال، عزت و آبرو اور ناموس سے مربوط هے . پس ایسی عدالت سنگین اور واقعی ذمه داری کی حامل هے که آشکار طور پر شاهد میں بخوبی نمایاں هو.

آخر کار اگر شهادت شرعی معیاروں کے مطابق هو اور ساتھ قسم کھانے پر متهم نه هو که رد هو جائے اور قاضی بھی اس کی گواهی کے خلاف عینی علم نه رکھتا هو یهاں پر قاضی کی ذمه داری هے (جنسی تهمت کے علاوه) پوری احتیاط کے ساتھ اس شهادت کے مطابق حکم کرے لیکن اگر درست گواهی کا وجود نه هو یا غیر جنسی امور کے لئے یا اقرار جیسا کوئی حکم نه هو تو کیا قاضی اپنے علم کے مطابق فیصله کر سکتا هے؟ خود کوئی امور میں خود حاضر هو یا کوئی اور بنیاد هو؟ همارے پاس ایسے موارد میں فیصله کے نه جواز پر کوئی شرعی دلیل هے اور نه وجوب پر بلکه بهت ساری دلیلیں اس فیصله کی حرمت پر گواه هیں! اگر شهادت کے لئے خود قاضی کا کسی واقعه میں موجود هونا دلیل هو تو اس کا اثر صرف ایک شاهد عادل کے بقدر لازم هے که هر گز کسی حکم کی بنیاد نهیں هو سکتا که دو یا چند شاهد(ضروری هیں که اگر یهی قاضی دوسرے قاضی کے نزدیک گواهی دے که طرفین نزاع اس کے پاس رجوع کرتے هیں تو نه صرف اس کی گواهی قابل قبول نهیں هے بلکه بهتان باندھنے کی حد بھی اس پر جاری هو گی. پس خود اس کے نزدیک اختلاف کے مورد میں خود اس کا حکم بنیاد نهیں بن سکتا یهاں پر قاضی کا علم جو اس کے واقعه میں عینی شاهد هونے پر دلیل هے. کافی نهیں چه جائیکه ایسا علم جو اس کے دعوی کے مطابق قرائن سے حاصل هو که بطریق اولی یه علم حکم کا مستند نهیں هو سکتا. اصولی طور پر کسی کا علم یا اس کی معلومات صرف اور صرف اس کے لئے هے اور دوسرں تک سرایت نهیں کرسکتی بالخصوص فیصله کے باب میں جهاں تهمتوں کا خطره زیاده رهتا هے.

جو قاضی حضرات عقل، شرع اور عرف کے پسندیده معیاروں پر درست گواهی کی بنیاد پر حکم دیتے هیں ، تهمتوں سے دور نهیں هیں چه جائیکه شرع کے نزدیک قابل قبول گواهی اور شرعی دلیل کے بغیر صرف اس پر تکیه کرتے هوئے که میں جانتا هوں میں نے دیکھا هے یا قرائن سے پته لگایا هے اگر ان نا معلوم ادعائی مقدمات کی معیار پر حکم صادر کرے تو واویلا هے!.

اُس وقت مسلمانوں کی جان، مال ، عزت و آبرو میں تصرف ایک ایسی حقیقت هے که محکوم کرنے والے کی واقعیت کے سوا قابل قبول نهیں هے. اس حقیقت تک یا سو فیصد پهونچتا هے که مثال کے طور پر خود قاضی اور چند شاهد عادل مورد نزاع مسئله میں موجود هوں اور اُس میں کوئی پچیدگی بھی نه هو.

که یهاں پر قدر مسلم صحیح فیصله کے موارد میں سے ایک هے. یا کم از کم تمام شرائط کے ساتھ شرعی دلیلیں شهادت جیسی فیصله کا مستند هوں که صحیح فیصله اور قضاوت کا دوسرا نسخه هے.لیکن قاضی کسی قاضی کے پاس جا کر اپنے علم کے مطابق جو شرعی دلیلوں اور علامات پر مستند نهیں هے که حقیقت واقعه کبھی اس علم کے مخالف اور کبھی اس کے موافق هے . یهاں پر اسے علم پر کیسے اکتفا کی جاسکتی هے اور اس کی دلیل کیا هے؟قضاوت اور فیصله کے صحیح مورد میں قدر مسلم وه حکم هے جو دونوں هی بنیادوں یعنی علم اور شهادت اور اُس جیسی چیزوں یا کم از کم شهادت اور تمام وه دلیلیں جو شریعت نے فیصله کے باب میں مقرر فرمائی هیں ، اختیار میں هوں.نه صرف قاضی کا علم جس کا کوئی ثابت اور شرعی مستند نهیں هے.

هم کو علم قاضی کے عدم حجیت کے بارے میں کسی عقلی یا شرعی دلیل کی ضرورت نهیں هے ، بلکه دلیل کا نه هونا هی اس حجیت کے دلیل نه هونا هے اور علم وقایع کی حجیت کی دلیلیں خود شخص کے لئے تھیں جو کسی چیز کے بارے میں علم یا قطع رکھتا هے . لیکن اگر دوسرں تک تجاوز کرنا پائے تو اس کا (علم و قطع) هر گز حجت نهیں هے. مثلا آپ جانتے هیں که میں مجتهد نهیں هوں اس کے باوجود میں خود اپنے اور الله کے درمیان رکھ کر یه جانتا هوں که مجتهد هو – کیا تمهارا علم خواه جیسا بھی هو همارے یقینی اجتهاد کو محکوم کر سکتا هے ؟ که میں تمهارے علم کا اتباع کرتے هوئے اپنے اجتهاد کو ترک کردوں اور تقلید کرنے لگوں؟ هر گز ! که آیت( فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون) اس کے مخاطب خود وه لوگ هیں جو نهیں جانتے اور انهیں صاحبان علم سے سوال کرنا چاهیے. لیکن جو خود جانتے هیں انهیں اپنی معلومات کے بارے میں سوال نهیں کرنا چاهیے. اگرچه حضرت عالی اسے نادان اور غیر مجتهد جانتے هیے، آپ عالم تکلیف کا محور نهیں هے که کسی کے اجتهاد یا عدم اجتهاد کا حکم کریں.

جس طرح فیصله کے علاوه مورد میں قاضی کا علم دوسرے کے خلاف کسی حکم کا مبنی نهیں هے اسی طرح فیصله کے سلسله میے بھی طرفین نزاع میں سے کسی ایک کے خلاف معنی نهیں بن سکتا . جیسا که بارها گذر چکا هے که قاضی شرع کو خود مجتهد هونا چاهیے اور اپنی رائی کے مطابق فیصله کرنا چاهیے هاں اگر اس کا نظریه طرفین یا کسی ایک کے نزاع کے اجتهاد یا اس کی تقلید کے خلاف هو اور وه اپنے اعلم کسی دیگر مجتهد کی رائ کے مطابق فیصله کرنے میں اس کااتباع نهیں کرسکتا؛ کیونکه جب اپنے غیر کی رائ کو واقع کے خلاف جانتا هے تو پھر کس طرح خلاف واقع فتوی کی بنیاد پر فیصله کرسکتا هے جبکه خود اس کا فتوی بھی اگر طرفین یا کسی ایک کی تقلید یا اس کے اجتهاد کے خلاف هو تو حکم کی بنیاد نهیں بن سکتا!

گواهی کے سلسله میں مسائل

1- کیا دو شخص کی گواهی کے بدلے جائز هے ایک عادل شخص کی گواهی مدعی کی قسم کے ساتھ؟ معتبر، تمام علمائے کے نزدیک مورد قبول اور بهت ساری اخبار کے مطابق کافی هے، جیسا که کلینی اور شیخ نے صحیح خبر میں منصور بن حازم سے امام جعفر صادق(ع) سے ذکر کیا هے که آپ نے فرمایا: رسولخدا(ص) همیشه ایک شاهد اور مدعی (صاحب حق) کی قسم کے ساتھ اس کے حق میں فیصله کرتے تھے. جیسا که جمله (صاحب حق) سے ظاهر هے اور دیگر معتبر احادیث کی روشنی میں یه واقعه صرف اور صرف مالی امور میں قابل قبول هے اور بس لیکن چاند، انسان کے قتل، زنا، لواط وغیره کے اثبات میں جاری نهیں هے.

2- مالی امور میں چند اخبار کے مطابق دو عورت کی گواهی مدعی(صاحب حق) کی قسم بھی کافی هے . (جیسا که منصور بن حازم کی امام رضا (ع) سے منقول معتبر خبر میں هے . طرفین یا کسی ایک فریق کا اقرار علمی اور غیر علمی دونوں دلیلوں کو هر وه حق میں لا دیتا هے که اگر قاضی کو علم هوا اور اسی کا علم اس گواهی کے مطابق هو لیکن فریق مخالف که قاضی کے علم کا مرکز اور اس کی شهادت کا محور هے، کا اقرار اس علم اور گواهی کے خلاف هے البته اُن شرائط کے ساتھ جو اقرار کرنے والے کے اقرار میں هے.یهاں پر صرف اقرار کافی هے که قاضی شرع کا مبنی هو – هاں اگر قاضی کا علم اس اقرار پر برتری رکھتا هو اور یه بھی جانتا هو که یه شخص واقع کے خلاف اپنے ضرر میں اقرار کر رها هے . اگر یه اقرار بد گمانی کا مورد نه هو تو طبعاً قاضی کا علم بھی شهادت کے ساتھ بے اثر هو جائے گا.

ظاهری شرعی دلیلیں جو کسی طرفین نزاع کے حق میں یا ضرر میں حکم صادر هونے کی بنیاد میں وه درجه ذیل هیں.

شهادت، قسم، اقرار و ید(کوئی مال کسی کے پاس هو اور مدعی کے پاس دلیل ید اور تصرف سے بهتر دلیل نه هو) اور کتاب ت یعنی کسی نے اپنے ضرر میں هوش و حواس میں کوئی چیز لکھی هو اور اب اختلاف کے وقت اس کے مضمون کا انکار کر رها هے. یه سب شرعی دلیلیں هیں که کتاب و سنت میں فیصله کے اصول میں شمار هوتی هیں، لیکن دیگر دلیلیں اگرچه قاضی کےعلم کا موجب بھی هوں، فیصله کے سلسله میں ان کی حجیت پر همارے پاس کوئی دلیل نهیں هے ، آخر کار یه هے که قاضی بھی دوسرے شخص کی طرح گذشته طریقوں سے هٹ کر کوئی علم حاصل کرنے میں اس کو بنیاد قرار دے تو یه خود هی حق کے خلاف اور کتاب و سنت سے بھی همارے پاس کوئی دلیل نهیں هے بلکه پیغمبر اکرم(ص) سے گذشته معتبر حدیث کے مطابق فیصله کا مستند صرف اور صرف گواهیاں اور قسمیں اور اس کے مانند خیریں هیں جو شرعی لحاظ سے حجت هیے اور بس یهاں پر بار بار واضح الفاظ میں (عایت) درجه استدلال کے ساتھ کهنا چاهیے که جنسی بے راه روی میں اسلامی گواهی کی جاگزیں کوئی علم اور حضور نهیں هو گیا اور دوسروں کے نزدیک اقرار بھی حاکم شرعی اگر زبردستی نهیں هے تو حرام هے – چه جائیکه زبردستی اقرار کرایا گیا هو که اُس سے زیاده حرام هے اگر خوف و هراس اجبار کے بغیر اقرار کی کسی غیر جنسی عمل کی انجام دهی پر دلالت کافی هے ، لیکن یهی اقرار جبکه جنسی بے راه روی کا اعتراف، اقرار کرنے والے اختیاری فاصله کے ساتھ حد کیلئے تکرار هو. قابل قبول نهیں هے. کیونکه ان موارد میں بھی رسول اکرم(ص) نے (نماهدیه) که اس سلسله میں اقرار کرتا هے کو بھی یهی فرمایا که شاهد تم نے یه کام نهیں کیا هے اور اگر کیا هے تو جاؤ جاکر استغفار کرو وغیره... یعنی خود تمهارا یه اقرار واجب تو نهیں هے لیکن گناه هے ایسا گناه که اگر جنسی بے راه روی کے اعتراف کے لئے تکرار هو تو نمایت درجه بے شرمی هے اور بے حیائی هے ! اور آزادی کا اقرار ممنوع هونے کے علاوه معصوم کے لئے دو پهلو کے حامل جرمانه واضح کرتا هے که خود معصوم بھی هیں اور آگاه بھی! لیکن حد کا سبب نهیں هے.

جنسی امور میں که انسان کی آبرو اور حثیت اس سے وابسته هے صرف گواهی مناسب اور قابل قبول هے که حد شرعی کا کردار ادا کرتا هے. اور بس که اگر جرمانه کا صرف علم کافی هوتا تو اقرار کے علاوه معصوم کا علم دو گنا تھا اور حد کا باعث! اور (لو لا جاؤا .........ص67.) کیوں یه لوگ زنا کی نسبت دینے میں چار (مرد) گواه پیش نهیں کرتے اور چونکه ان لوگوں نے گواهوں کو پیش نهیں کیا پس یه لوگ خدا کے نزدیک چھوٹے هیں. که نه قاضی کا علم اور نه هی اس کا وهاں موجود هونا اور نه هی ملزم کا اعتراف اور اقرار حد کا سبب نهیں هے. یهاں پر صرف اور صرف نهی از منکر کا موضوع هے. یهاں تک که اگر 3 عادل حاکم کسی کو زنا کرتے هوئے دیکھیں تو سب سے پهلے ان کی عدالت ساقط هو جائے گی اور اگر اس زنا کی دوسروں کو خبر دیں تو هر ایک کو 80 کوڑے مارے جائیں گے اور یه 80 کوڑے افترأ کی حد هے.

لیکن جو لوگ خدا سے بھی زیاده مقدس مآب بنتے هیں اور خود کو اس کے احکام کا محافظ جانتے هیں : اگر حاکم شرع اپنے کے مطابق حد جاری نهیں کرے گا تو جنسی بے راه روی زیاده هو گی تو ایسے کا جواب یه هے که شرعی لحاظ سے حد صرف جنسی بے راه روی سے متعلق نهیں هے.

بلکه یه کھلم کھلا خطر ناک جنسی بے راه روی کا پهلو هے جو حد آور هے که ایسا نه هو که اسلامی معاشره اس طرح کے زنا ، لواط یا کھلم کھلا مساعقه کا شکار هو جائے که ان کے درمیان سے گذرنے والے چهار گانه کا دل بغور مشاهده کریں سرمه دان میں سلائی کی طرح جنسی بے راه روی انجام پائے اور خدا نخواسته یه نا قابل واقعه کبھی کبھی یورپ کے بعض ممالک میں دیکھنے میں آتا هے ، بعض اسلامی معاشره میں بھی ویسا هو جائے گا.

همیں پیغمبر اور ائمه (ع) کے زمانه میں کسی ایسی جنسی بے راه روی کا علم نهیں هے جس کا شرعی گواهی کے بغیر صادر هوا هو اور حد کا باعث هوا هو. اس بنا پر همیں کهنا چاهیے که سارے سنگسار اور کوڑے (بالخصوص) اسلامی معاشره میں جنسی بے راه روی کی حد کے عنوان سے لگائے گئے هوں.

یه سارے کے سارے اسلام مخالف اور قرآنی نصوص کی ضد هیں اور اس سلسله میں که کس نے کیا کیا اور کیا کرے گا یه ساری تجسس ممنوع هیں اور پوشیده گناهوں میں اس کا پاسبانی صرف ایمان هے که اس کا ذمه دار اور محافظ هے بس شرعی و روحانی لباس کی آڑ میں جاسوسی کے عنوان سے روک تھام!

اگر کوئی گناه علی الاعلان اور شرعی گواهی کے بغیر انجام پائے تو دیکھنے یا جاننے والوں کی صرف ذمه داری نهی از منکر هے اور بس. هاں اگر شهادت شرعی کے ساتھ هو تو حکم الهی کی بنیاد پر حد هے.

گواهی لینا اور دینا

جو شخص گواهی دینے کی صلاحیت رکھتا اس کے لئے یه ذمه داری قبول کرنا اور اس سے عیده بر هونا واجب کفائی هے. مگر ایک صورت میں که شاهد موجود میں منحصر هو تو اس وقت واجب عینی هو جائے گا اور آیات و روایات کے مطابق کبھی قبول کرنا اور گواهی کا فریضه ادا کرنا واجب هے اور اس کی خلاف ورزی موجب فسق هے جیسا که آیت 202 سوره بقره میں ملاحظ کر تے هیں: ( ولا یاب الشهدا.....ص69.) گواهی دینے والے کبھی انکار نه کریں اگر انهیں گواهی کے لئے بلایا جائے خواه گواهی دینے کے لئے خواه گواهی لینے کے لئے اور هم سوره النسأ کی آیت 135 میں پڑھتے هیں « يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامينَ بِالْقِسْطِ شُهَداءَ لِلَّهِ وَ لَوْ عَلى‏ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقيراً فَاللَّهُ أَوْلى‏ بِهِما فَلا تَتَّبِعُوا الْهَوى‏ أَنْ تَعْدِلُوا وَ إِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كانَ بِما تَعْمَلُونَ خَبيرا»

ان دونوں آیتوں میں دونوں رخ سں صاحبان صلاحیت پر گواهی واجب قرار دیا گیا هے خواه شهادت لینے اور موقه واردات پر حاضر هونے کے بارے میں هو یا گواهی دینے اور عدل الهی کی عدالت میں حاضر هونا دونوں هی واجب هے . اور ان دونوں کی خلاف ورزی حرام هے اور منصف تمام بالخصوص قرآنی سوالوں کے جوابات کے لئے آماده هے . واسلام.........